619

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا

# مدح

## حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہٗ

الموسوم بہ

# راہِ فردا

از کلام

شیخ غلام قادر گرامی شاعرِ خاص حضور نظام دکن
مرحوم و مغفور مع شرح فارسی از حضرت خواجہ علی محمد شاہ
صاحب چشتی نظامی فخری مدظلہ العالی
سجادہ نشین بسی نو شریف حال پاک پتن شریف :.

Marfat.com

[redacted]

ذالك اليوم الحق فمن شاء اتخذ الى ربه مآبا

# مدح

حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہٗ

الموسوم بہ

# راہِ فدا

از کلام

شیخ غلام قادر گرامی شاعرِ خاص حضور نظام دکن
مرحوم و مغفور مع شرح فارسی از حضرت خواجہ علی محمد شاہ
صاحب چشتی نظامی فخری مدظلہ العالی
سجادہ نشین بسی نو شریف حال پاک پتن شریف

Marfat.com

53310

اشاعتِ سوم

تعداد ________ ایک ہزار

مقامِ اشاعت ________ پاک پتن شریف

مطبع ________ دین محمدی پریس لاہور

ماہ وسنِ اشاعت ________ ذی الحجۃ ۱۳۹۱ھ ہجری

________ مطابق جنوری ۱۹۷۲ء

ملنے کا پتہ

۱۔ حضرت قبلہ وکعبہ مولینا الحاج میاں علی محمد شاہ صاحب چشتی نظامی فخری مدظلہم العالی پاک پتن شریف

۲۔ حکیم شمس الدین صاحب انچارج لائبریری مسجد حضرت موج دریا قدس سرہٗ پاک پتن شریف

۳۔ الحاج میاں محمد اصغر صاحب۔ رئیسِ اعظم۔ بہاول نگر

۴۔ صاحبزادہ سید مسلم نظامی صاحب اردو منزل۔ پاک پتن شریف

قیمت :۔ مبلغ پانچ روپے

Marfat.com

# مقدمہ

## از مولینا غلام قادر گرامی مرحوم و مغفور ہوشیار پوری

"شعرائے ہند نے حضرت قطب الاقطاب سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ کے قصائد[1] لکھے۔ گرامی نے بھی چند شعر لکھے۔ گرامی کو درجہ اوّل تمغہ ملا۔ گویا یہ منقبت

---

[1] آج سے تقریباً ساٹھ برس پہلے کی بات ہے کہ چند نامور شعرائے ہند نے خواجۂ خواجگان حضرت سلطان الہند اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں قصائد لکھے۔ منشی محبوب عالم پیسہ اخبار والوں کی تحریک و ترغیب پر ملک الشعراء شیخ غلام قادر گرامی مرحوم نے یہ منقبت تحریر کی۔ انعام دینے اور حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے شرفِ قبولیت

(باقی زیریں صفحہ ۴)

Marfat.com

حضرت ہندالولی کے یہاں مقبول ہو گئی۔[۲]

۲۔ اِس قصیدہ کی شرح حضرت سرخیلِ عارفاں میاں **علی محمد خان صاحب** سجّادہ نشین ہوشیار پُور نے لکھی ہے۔ سُبحان اللہ! بہت اعلیٰ درجہ کی شرح لکھّی ہے۔ حضرت میاں علی محمدؒ صاحبِ علمِ لدُنّی ہیں۔ لاجواب شرح لکھّی ہے۔ میں اِس شرح کو شائع کر رہا ہُوں۔ اور میرے لائق، واجب التعظیم دوست عبداللہ منہاس امرتسری اِس شرح کو طبع کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت میاں علی محمد صاحب سجّادہ نشین کی نسبت گرامی نے کچھ لکھّا ہُوا ہے وُہ بھی لکھتا ہُوں:۔

---

(بقیہّ حاشیہ صفحہ ۳)

معلوم کرنے کے لئے حضرت ہی کے قدموں میں قُرعہ اندازی کی گئی اور تینوں مرتبہ حضرت گرامی کا نام قرعہ میں نکلا اور آپ کو طلائی تمغہ دیا گیا۔ کما قال گرامی

اِس بے مثل و مقبول منقبت کی بے نظیر اور محقّقانہ شرح عقلاً نقلاً بالغ نظری اور حاسۂ باطنی کے ساتھ حضرت مخدومی خواجہ علی محمد شاہ چشتی نظامی مدظلہ العالی سجّادہ نشین بسی نو شریف نے راہِ فردا کے نام سے تحریر فرمائی۔ جس پر خود حضرت گرامی نے یہ مقدّمہ لکھّا تھا۔ راہِ فردا کی اشاعتِ اوّل امرتسر سے ہوئی اشاعتِ دوم دہلی سے۔ اب یہ تیسرا ایڈیشن پاک پتن شریف سے شائع کیا جا رہا ہے۔

[۲] جناب خلیقی دہلوی نے اظہارِ سپاس کے لئے جو شذرہ سپُردِ قلم کیا تھا وُہ دہلی سے شائع ہونے والے ایڈیشن کے آخر میں شامل تھا۔ چنانچہ اسی ترتیب سے اَب بھی اسے شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ اِس سے گرامی کی لکھّی ہُوئی منقبت کی شانِ قبولیّت واضح ہوتی ہے۔ (ناشر)

Marfat.com

محرمِ نکتۂ خفی و جلی    جانشینِ محمدؐ است علیؓ

قدوۃ السالکین زُبدۃ الواصلین حضرت میاں محمد شاہ صاحب بسی نو ضلع ہوشیارپُور، اپنے زمانہ کے خضرِ راہ تھے۔ اِن کے نواسے حضرت میاں علی محمد صاحب ہیں۔ اَور اِس شعر کے مِصداق ہیں :-

باتو باشم درست شش دانگم    بے تو باشم زآسیا بانگم
تو مرا دِل دہ و دلیری بیں    روبۂ خویش خواں و شیری بیں

حضرت میاں علی محمدؐ صاحب اِنسانِ کامل ہیں۔ ہوشیارپُور کے ضِلع میں ان کا فیض[۲] عام ہے۔ عام و خاص ان کے خوانِ معانی سے چاشنی گیر

---

[۱] غالباً یہ تلمیح ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِس فرمان سے کہ "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا"۔ اَور حضرت قبلہ قطب زماں جناب میاں محمد شاہ صاحب قدس اللہ سرّہٗ العزیز اَور حضور کے جانشین حضرت مولٰنا الحاج میاں علی محمد شاہ صاحب مدظلّہم العالی کے بارہ میں بھی بطور ظِلّ یہی حقیقت ثابت ہے۔

[۲] گرامی کا اِنتقال بروز جمعرات تین بجے صبح مورخہ ۲۶۔ مئی ۱۹۲۷ء کو ہوشیارپور میں ہوا اَور وہیں قبرستان کندن شاہ بخاری میں دفن ہوئے۔ اُن کا یہ کہنا کہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلّہم کا فیض ضِلع ہوشیارپُور میں عام ہے غالباً اِس لحاظ سے تھا کہ گرامی صاحب، حضور میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں اکثر و بیشتر ہوشیارپُور ہی میں حاضر ہوتے رہے۔ ورنہ حضرت میاں علی محمد شاہ صاحب کا فیضِ عام برِّصغیر ہند و پاکستان کے تمام اطراف میں یکساں ہے۔ آپ کے پیر و مُرشد قطبِ زماں مخدومنا و مُرشدنا حضرت خواجہ محمد شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ اِسی ضِلع کے رہنے والے تھے۔ جب (باقی زیریں صفحہ ۶)

Marfat.com

ہیں۔ ہفتاد سالہ گرامی نے ایسے سجّادہ نشین مستجاب الدعوات کوئی نہیں دیکھے۔

مفتاحِ خزینہ ہائے سرمد این است
سجّادہ نشین علی محمّد این است
در حلقۂ اولیا کہ سلکِ گہر است
در مرتبہ الماس و زبرجد این است

گرامی

---

(بقیہ صفحہ ۵)

حضرت موصُوف ممدُوح کے فیضانِ عام کا آفتاب نصف النّہار پر پہنچا تو پاک و ہند کے تقریباً ہر ضلع سے بکثرت عاصی تائب ہونے اور تائب مقامِ قُرب حاصل کرنے اور سالک منزلِ مقصُود تک پہنچنے، عارف جمالِ ذوالجلال سے متمتّع ہونے اور عاشق وصالِ بے زوال حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق آپ کی خدمت میں بسی نَو ضلع ہوشیار پور پہنچنے لگے اور یہ مقام آپ کے وجُودِ باجُود کی برکت سے اِصلاح اور تبلیغ کا مرکز بن گیا۔ مشرقی پنجاب اور خصوصاً ضلع ہوشیار پُور کے سعادت مند لوگوں نے آپ کی ذاتِ گرامی سے خوب استفاضہ کیا۔ غالباً اسی لئے گرامی صاحب نے اپنے مقدّمے میں ہوشیار پُور کے فیضانِ عام کا ذکر خصُوصیّت سے کیا ہے۔ ورنہ حضرات کے لاکھوں مُریدین اور مُسترشدین برِّصغیر ہند و پاک کے سب علاقوں میں کثرت سے موجُود ہیں۔

(ناشر)

Marfat.com

# رباعیاتِ گرامی

یک قطرہ زخمخانۂ رازم دادی
یعنی خبر از نازو نیازم دادی
صورت بندد چگونہ عصیاں از من
کز صورتِ خویش اِمتیازم دادی

---

برخیز کہ عارفاں بخود سیر کنند
در پردہ نظر بہ کعبہ و دَیر کنند
خود را دیدند غیر از خود رفتند
خود غیر خودند و قطع از غیر کنند

---

در حضرتِ شیخ عرض ما بے ادبی است
آں شیخ کہ نائبِ رسولِ عربی است
ما از درِ گنج بخش محروم رویم
در قاعدۂ کرم بسا بوالعجبی ست

---

اَے سیّدِ پاک بر گرامی نظرے
کافتادہ بدامِ فتنۂ بے بال و پرے
من رخت کجا برم ز درگاہِ کریم
مانندِ تو گنج بخش نآمد دِگرے

---

بربستم چشم و یک جہاں در نظرم
پرواز با وجِ عرش و بے بال و پرم
خود را نشناختم ز خود بے خبرم
کردست نگاہ پیرِ سنجر دگرم

---

آتش بجگر ز دردناکی داریم
دست آویزے ز سینہ چاکی داریم
بادلشدگاں ز قرص خورشید مگو
ما جلوۂ بختیار کاکی داریم

Marfat.com

در شہر گرامی ست کہ معنی نظر ست | در پنجۂ مرگ سخت بے بال و پر ست
در تلخیٔ نزع حکم آمد با جل | بگذار کہ ایں مُریدِ گنج شکر است

---

محبوبِ الٰہی کہ نظام الدین است | سُلطانِ مشائخ ادب تمکین است
سر بر خط آں کج کلاہ مسند فقر | ہندو سندھ و عراق و رُوم و چین است

---

خونناب جگر تراود از چشمِ ترم | زد خیمہ باوجِ عرش آہِ سحرم
نازم بد ماغ خوش و پُر شورش خویش | شوریست ز محبوبِ الٰہی بسرم

---

مُرشد مخدُوم شیخ صابر صابر | در صبر و رضا اوّل و آخر صابر
گفتم کہ بود در اولیاء جوہر فرد | خود دُرجِ فرید گفت صابر صابر

---

ہر گوشۂ دہلی ست مگر باغِ نعیم | ہر ذرّۂ دہلی ست مگر دُرِّ یتیم
بر چرخ اگر یک آفتاب است بہل | اینجا ست دو آفتاب باقی و کلیم

---

دادند باوجِ عرش معنی راہم | کز حلقہ بگوشانِ محمد شاہم
من ذرّہ ام آفتاب در آغوشم | بالغ نظرم باخبرم آگاہم

---

مصباحِ حریم عمر سر آمد | سجّادہ نشیں علی محمّد آمد
بالغ نظراں رمزِ نگاہش فہمند | بر گنجِ رمُوز قفلِ ابجد آمد

---

Marfat.com

# دیباچہ طبع دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱)اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا مّٰکِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا ۙ

(۲)تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ

(۳)وَالۡکِبۡرِیَاءُ لِلّٰہِ الۡغَالِبِ عَلٰی اَمۡرِہِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی عَبۡدِہٖ قُرۡاٰنًا عَزِیۡزًا ..........

---

۱۔ (سب تعریف اس خدا کے لئے ہے کہ جس نے اپنے بندے محمد صلعم پر کتاب اتاری اور نہ کی اس میں کوئی کجی درآں حالیکہ وُہ قائم رکھنے والی دین کو ہے۔ اور بالکل سیدھی سی بات ہے تاکہ ڈرسناوے عذاب شدید سے جو حق تعالیٰ کے پاس ہے اور بشارت دیوے ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں۔ اِس طرح کہ ان کے لئے اجرِ حسن یعنی بہشت ہے کہ جس میں ہمیشہ رہیں گے۔)

۲۔ اور بہت بابرکت ہے وُہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وُہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے عمل میں کون بہتر ہے)

۳۔ اور بڑائی ہے اس خُدا کے لئے کہ غالب ہے اپنے امر پر کہ جس نے (باقی زیرین صفحہ آئندہ)

Marfat.com

وَمِنْهُ (يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ اَمَدًا بَعِيْدًا ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ٥ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ٥)
وَالصَّلٰوۃ والسّلام علی رسولہ محمّدٍ والہ واصحابہ واولیائہ التابعین الذین اِتبّاعھم موجب النجاۃ من عذابٍ مھین ۔

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ)

نازل کیا اپنے بندے پر قرآن غالب ۔ اور اُس قرآن سے ہے (اس دن کو پیش نظر رکھو کہ جس دن ہر نفس (آدمی) اپنے نیک عمل کو رُوبرو موجود پائے گا اور جو بُرائی کی اُس کو بھی پائے گا۔ چاہے گا کاش درمیان اس بُرائی کے اور درمیان اس شخص کے بہت دُوری ہوتی ۔ اور ڈراتا ہے اللہ تم کو اپنے نفس (ذات) سے اور اپنے بندوں پر شفقت بھی رکھتا ہے ۔ کہہ دو اے پیغمبرؐ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو پیروی کرو میری کہ اللہ بھی تم سے دوستی رکھے (یعنی اگر میری پیروی کروگے تو اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا) اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ اے پیغمبرؐ کہہ دو کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسُول کی ۔ پس اگر پھر جاویں (نہ مانیں اور رُوگردانی کریں) تو اللہ منکروں کو دوست نہیں رکھتا ۔

---

Marfat.com

# امّا بعد

بندۂ ذلیل اُمیدوارِ لطفِ ربِّ جلیل کمترین غلامان حضرت خواجہ محمد شاہ صاحبؒ چشتی نظامی فخری ہوشیارپوری عاملہ اللہ بفضلہ الوفی کہتا ہے۔ کہ میرے محترم ملک الشعراء الشیخ غلام قادر صاحب گرامی نے اِن چند اشعار کی شرح لکھنے کے لیئے اِس خاکسار کو فرمایا۔ پس باوجود کم بضاعتی اور بے علمی حقِ صحبت کو ملحوظ رکھ کر جو کچھ ذہنِ ناقص میں آیا ٹوٹی پھوٹی عبارت میں ادا کر دیا۔

چونکہ محب ممدوح فارسی زبان سے ایک خاص ذوق رکھتے ہیں لہذا بپاسِ خاطر آں مہربان ہر شعر کے تحت اس کی شرح بزبانِ فارسی بغیر لحاظ اِلتزام ترجمہ تحت اللفظ لکھ دی گئی۔ اور جو کچھ چند ابتدائی اشعار کا مضمون اول ادا کردہ معانی سے جُداگانہ بوقتِ نظرِ ثانی سمجھ میں آیا وہ بھی بطور حاشیہ چسپاں کر دیا گیا۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

مسوّدہ کی نظر ثانی کے سلسلہ میں اُستاذ محترم مولانا مولوی محمد مُرید احمد صاحب نے جو زحمت اُٹھائی اس کے لئے فقیر سپاس گذار ہے۔ نیز چند جگہوں پر جو نوٹ مولانا موصُوف نے اضافہ فرمائے ہیں میں اُن کے لئے بھی خاص طور سے شُکر گذار ہُوں۔

فقیر علی محمد کان اللہ لہٗ

سجادہ نشین بسی نَو شریف، ضلع ہوشیارپُور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

# حدیثِ دِل

یہ اُس قصیدہ کی شرح ہے جو ملک الشعراء غلام قادر گرامی نے حضرت سُلطان الہند خواجۂ خواجگان سیّدنا و مولانا خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کہا تھا۔ ایک تو ممدوح سُلطان الہند خواجۂ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بارگاہِ رب العزت سے حبیب اللہ کا خطاب ملا۔ دُوسرے مدّاح اپنے وقت کا بے مثل و یکتا شاعر جس کو مبداء فیاض نے شاعری کی تمام حُسن و خوبیوں سے بھرپُور نوازا جس کا تقریباً سارا کلام آورد و بھرتی سے پاک بلکہ آمد ہے جس میں فصاحت و بلاغت، جامعیت وغیرہ پُورے کمال کے ساتھ موجُود ہیں۔ اور اِس پر مزید یہ کہ ان کے کلام میں صُوفیا کے بعض دقیق اور اہم مسائل کثرت سے ملتے ہیں۔ اور کلام کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ ہر صاحب ذوقِ سلیم سامع پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شاعرِ مشرق محترم ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحُوم گرامی کے بڑے مدّاح اور ان کے اشعار کے بے حد قدردان تھے۔ اور اُن کے بعض اشعار وجد و ذوق کے عالم میں گھنٹوں پڑھتے رہتے تھے جیساکہ خود ان کے خطوط سے ظاہر ہے۔ اور جب گرامی کا اِنتقال ہوا تو اُنہوں نے چند اشعار بطور مرثیہ لکھے جس میں اُن کے فکرِ بلند اور طبعِ رسا کی دل کھول کر داد دی ہے۔ فرماتے ہیں: ؎

آہ مولانا گرامی از جہاں بربست رخت　　آنکہ زد فکرِ بلندش آسماں انگشت پائے

Marfat.com

معنیٔ مستورِ اُو در لفظِ رنگینش نگر — مثلِ حُورے بے حجاب اندر بہشتے دلکشائے

از نوائے جانفزائے او عجم را زندگی — جامِ جمشید از شرابِ نابِ اُو گیتی نمائے

یاد ایّامے کہ با اُو گفتگو ہا داشتیم — اے خوشا حرفے کہ گوید آشنا با آشنائے

برمزارش پست ترکُن پردہ ہائے ساز را
تا نہ گردد خوابِ اُو آشفتہ از شورِ نوائے

اِس پرنُورُ علیٰ نُور والی بات یہ کہ شیخ کبیر مُرشدِ طریقت سیّدی و مولائی حضرت خواجہ علی محمد شاہ چشتی نظامی مدظلہ العالی نے اِس عظیم منقبت کی عارفانہ شرح لکھی منقبت و شرح دونو آپ کے سامنے ہیں "مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں" والی بات نہیں ہے بلکہ ذوقِ سلیم حکم ہے۔ اِس تیسرے ایڈیشن میں بعض احبابِ طریقت کے اصرار پر میں حضرت گرامیؔ مرحُوم کی ایک غزل اَور چند رُباعیوں کی شرح شامل کر رہا ہُوں ۔ یہ سب کچھ حضرت سیّدی و مولائی میاں صاحب قبلہ کے اِرشادات ہیں جو آپ نے مختلف مجالس میں اِن اشعار کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اَب میں آپ کے سامنے انہیں اِختصار اَور اِس اِعتراف کے ساتھ پیش کرتا ہُوں کہ عین ممکن ہے مجھ سے حضرت کے ارشادات کی کماحقہٗ ادائیگی اَور ان معنی کو ضبطِ تحریر میں لانے میں قصور واقعہ ہوا ہو جس کی ذمہ دار میری عقلِ ناقص اَور علمِ ناتمام ہے۔

عام طور پر شعراء اپنے دیوان حمدِ باری تعالیٰ سے شروع کرتے ہیں۔ گرامیؔ مرحُوم نے بھی حمدیں اشعار لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

حرفے است خوش زحمدِ خُدا بر زبانِ ما — گردد بگرد خویش زباں در دہانِ ما

شعر کیا ہے گویا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کی تفسیر ہے یعنی سب محامد، کُل خُوبیاں، تمام تعریفیں مستقل اَور حقیقی طور پر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں مخلوق کی صفات وخُوبیاں اضافی، عطائی اَور اِعتباری ہیں۔ قرآن پاک میں خود حضرتِ حق

Marfat.com

جل مجدہٗ کا ارشاد جز و آیۃ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شاہد ہے کہ وہ اپنی رحمتِ امتنانیہ سے ہر کسی کو ہر کچھ بلا معاوضہ عطا فرماتا ہے۔ اور رحمتِ وجوبیہ بھی اسی کی طرف سے ہے۔ قیام و بقا اسی کے لیئے ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۝ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ غالب مرحوم نے کل مخلوق کی فنا اور بے ثباتی اور حضرت حق تعالیٰ کی بقا اور دوام کو بطور حمد اس طرح بیان کیا ہے جو واقعی لاجواب ہے۔ فرماتے ہیں ؎

نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

حضرت بیدل نے اپنی بے ثباتی اور بے اعتباریٔ زیست کو ہستیٔ ما جز دروغ مصلحت آمیز نیست کہا ہے اور خوب کہا ہے لیکن گرامی نے تو غضب کر دیا۔ ملاحظہ فرمایئے شاخ شعلہ پر وجود کا آشیانہ جو ہر لحظہ فنا کی آغوش میں ہے ناپائیداری اور فنا کا اس سے زیادہ اور کیا عبرت انگیز اظہار ہو گا۔

بود و نبود ما ہمہ ہیچ است اے حکیم — یعنی بشاخ شعلہ بود آشیانِ ما

ایک دوسری جگہ اپنی بے ثباتی کے ساتھ ساتھ حق کے سامنے اپنے پورے عجز کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک فانی بشر کی استطاعت سے باہر ہے۔ محدود لا محدود کو، مخلوق خالق کی ذات کو کسی طرح نہیں پا سکتا۔ انسانی عقل و خرد کی وسعت کتنی ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کی حد ہے۔ خالق کائنات کا احاطہ عقل و ذہن کی حدود میں نہیں کیا جا سکتا۔ اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ذہن میں جو گھر گیا لا انتہا کیونکر ہوا — جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

ملاحظہ فرمایئے گرامی نے اس رباعی میں کتنا اہم اور نازک مسئلہ کیسے بہترین الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

دانستنِ ذاتِ او نہ حدِ بشر است — زادراکِ صفاتِ خود خبر بے خبر است

Marfat.com

از عین و اثر چہ نکتہ ہا می رانی  آں عین کہ عین می شناسی اثر است

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو جاننا اور اُس کی ذات کا عرفان بشر کے بس کی بات نہیں لیکن اگر کوئی کہے کہ اُس کی صفات کے ذریعہ اُس کو پہچانا جا سکتا ہے تو یہ ایک خبر ہو گی جیسے انہ سمیع، انہ بصیر، انہ علیم، اور خبر میں اِحتمالِ صدق و کِذب یا نفی و اثبات دونوں ہمیشہ پائے جاتے ہیں۔ پہلوئے نفی تو ذات کی صفت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ذات کی صفات وجودی ہوتی ہیں۔ عدمی نہیں ہو سکتیں۔ اب رہا پہلوئے اثبات جو ذات کی صفت ہے تو یہ ایک خبر ہی ہے جو دونوں احتمال لے کر لوٹ پھیر کر تیری ہی طرف آتی ہے اِس لئے کہ نفی و اثبات کا تعلق تیرے ساتھ ہے وُہ ذات تک پہنچتی ہی نہیں۔ جب حالت یہ ہے تو پھر ذات کا علم و عرفان کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عین و اثر کا قیاس باندھ کر ہم ذات کا علم حاصل کر سکتے ہیں تو یہ قیاس بھی باطل ہے۔ اِس لئے کہ جس کو تُو عین سمجھ رہا ہے وُہ تو ذات کی الوہیت ہے۔ جو خود اثرِ ذات ہے عین کہاں ہے۔ یہی تیرے قیاس کا بطلان ہے کہ تو نے اثر کو عین سمجھ لیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ذات کا عرفان ناممکن ہے کیونکہ وُہ متعلقِ اُلوہیت ہے متعلقِ ذات نہیں ہے ذات سے متعلق دیدار ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم حضرت شیخ اکبرؒ نے فتوحاتِ مکیہ کے دیباچہ میں یہی برہان باندھی ہے۔ اِس رُباعی میں حضرت گرامی کا یہ کمال بالکل ظاہر و باہر ہے کہ انہوں نے اِس بڑے مسئلہ کو چار مصرعوں میں ادا کر دیا۔

میں یہاں ایک رُباعی اور پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے نہایت قادر الکلامی کے ساتھ عبودیتِ کاملہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ علمائے صوفیا کے نزدیک عبادت و بندگی کی تعریف یہ ہے کہ بندہ پیشِ حق جو "لا ملی التعین" ہے کمالِ تذلل پوری بے چارگی اور انتہائی اطاعت کا اقرار و اظہار کرے ایسی عبودیت کاملہ کے ساتھ گناہ ممکن ہی نہیں لکھتے ہیں:۔

Marfat.com

یک قطرہ زخمخانہ رازم دادی ۔ یعنے خبراز ناز و نیازم دادی
صورت بندد چگونہ عصیاں از من ۔ کز صورتِ خویش امتیازم دادی

جس وقت یہ رُباعی سجادہ نشین بسی شریف سیّدی و مولائی حضرت خواجہ علی محمد شاہ چشتی نظامی مدظلہ العالی نے سُنی بے اختیار اُچھل پڑے اور فرمایا گرامی صاحب غضب کر دیا۔ کیسا عجیب و غریب اور وسیع مضمون آپ نے اپنی رُباعی میں ادا کر دیا ہے کچھ بیان تو فرمائیے کہ آپ کا عنقائے خیں کہاں تک پہنچا ہے۔ فرمانے لگے ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ۔ حضرت نے فرمایا گرامی کیا کہتے ہو تم نے تو رُباعی میں ایسا مضمون باندھا ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ یہ سُن کر انہوں نے اپنی آنکھیں پھاڑیں اور حضرت کی طرف غور سے دیکھا اور کہا ہاں ہم تو کہہ دیتے ہیں آپ سمجھتے ہیں۔ سمجھئے سمجھائیے ہم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ حضرت علامہ اقبال نے گرامی کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:-

"کچھ ضروری نہیں کہ صاحبِ الہام اپنی بلاغت سے بھی آگاہ ہو۔ اگر گرامی صاحب کے خیال میں وُہ معنی نہ تھے (جو میں نے بیان کیے) تو کچھ مضائقہ نہیں اُن کے الفاظ میں تو موجود ہیں۔"[1]

یک قطرہ زخم خانہ رازم دادی یعنی تُو نے مجھے اپنے خُم خانہ راز سے ایک قطرہ عطا فرمایا اور مجھے لپنے ناز و نیاز کے اسرار پر آگاہی بخشی۔ تیری مہربانی اور لُطف و کرم نے مجھے تذلّل عبدیّت کا انشراح اور علوِ رُبوبیّت کا عِلم عطا فرمایا۔ بس ذاتی اور صفاتی طور پر میرا تیرے ساتھ کوئی اشتراک نہ رہا۔ تو مجھ سے گناہ کا صدور ناممکن ہو گیا۔ کیونکہ گناہ کی اصل شرک ہے۔ جب مجھ سے شرک ہی مٹ گیا تو گناہ کا اِمکان آپ ہی ختم ہو گیا اور یہی عبُودیّتِ کاملہ ہے۔ اِسی عبُودیّتِ کاملہ کے سبب انبیاء علیہم السّلام سے گناہ سرزد نہیں

---

[1] مکاتیبِ اقبال صلا

Marfat.com

ہو سکتے۔ اور یہ بات بندہ میں اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب بندہ کا کوئی اشتراک ذاتی۔ صفاتی اور فعلی طور پر حق کے ساتھ نہ رہے۔ بندہ اپنی پوری صفاتِ بندگی کے ساتھ قائم ہو اور اس کیفیت کے ساتھ جامع و مانع ہو اور شانِ الوہیت اپنے پورے علوِ ربوبیت کے ساتھ بالکل ممتاز ہو۔ جب یہ ہوگا تو پھر بندہ سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ کما صرحہ به شیخ الاکبر فی فصوصہ

گرامی صاحب کے کس کس شعر کی تعریف کی جائے۔ اُن کی یہ خصوصیت وہی تھی۔ ان کے اشعار کی بلاغت اور دبدبہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ بڑے عارف باللہ اور فضلائے روزگار میں سے ہیں۔ اگرچہ یہ بات شواہد سے ثابت نہیں ہوتی تو پھر ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ

"آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب صریرِ خامہ نوائے سروش ہے"

یا خود بزبانِ گرامی ؎

برسخنہائم گرامی جبرئیل آمد بوجد — ایں ہمہ دل گرمیٔ ذوقِ خدادادِ من است

ایک رباعی اور ملاحظہ فرمائیے جس میں اُنہوں نے صوفیاء کی سیرِ نفس کا بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

برخیز کہ عارفاں بخود سیر کنند — در پردہ نظر بہ کعبہ و دیر کنند
خود را دیدند غیر از خود رفتند — خود غیرِ خود اند قطع از غیر کنند

یعنی اے غافل دیکھ ہوشیار ہو ہم تجھ کو ایک ایسا روشن اور صاف راستہ بتاتے ہیں جس پر چلنے سے بمصداق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ' سالک کو عرفانِ نفس حاصل ہوتا ہے جس کا نتیجہ عرفانِ حق ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ "در پردہ نظر بہ کعبہ و دیر کنند" یعنی وہ ہر چیز کی حقیقت پر نظر کرتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ اچھا ہے کہ وہ کعبہ و دیر کی حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس طرح کہ "خود را دیدند غیر از خود رفتند" یعنے وہ اپنے کو غیر

Marfat.com

دیکھتے ہیں۔ اس غیر دیکھنے میں اُن پر بے خودی طاری ہوجاتی ہے۔ اور اس بے خودی میں ان پر اسرار غائبہ اور اشیاء کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ یہ وُہی حقیقت ہے جس کی طرف قرآن پاک میں "وفی الآفاق۔ وھو معکم اینما کنتم" اور "وفی انفسکم افلا تبصرون" فرما کر اشارہ کیا گیا ہے۔ اور حضرات علمائے صوفیائے خود کو غیر دیکھنے کے لئے بعض مشاغل قائم کئے ہیں جن کے ذریعہ وُہ اپنے آپ کو غیر دیکھتے ہیں اور بے خود ہوجاتے ہیں جب وُہ خودہی اپنے غیر بن گئے تو پھر غیر سے تعلق ہی کیا رہا۔ یہ اس لئے ہے کہ خودی تعین کے اعتبار سے حقیقت کا غیر ہے اور حقیقت کا حجاب ہے جب تک خودی دفع نہیں ہوگی حقیقت کا انکشاف نہیں ہوسکتا۔ اکبر الٰہ آبادی نے بالکل صحیح فرمایا ہے ؂

بے خودی ہی عشق میں مقصود ہے　　　حُسن بے حد ہے خودی محدود ہے

چنانچہ گرامی فرماتے ہیں۔ "خود غیر خود اند قطع از غیر کنند" پس یہاں یعنی اس حال میں اُس کو لا موجود الا اللہ کا مشاہدہ ہوگا۔ یہ ہیں وُہ بسیط مضمون اور عارفانہ رمُوز جن کو گرامی نے چھوٹے چھوٹے چار مصرعوں میں کمالِ فن کے ساتھ ادا کر دیا ہے۔ اور یہ خوبی کچھ ان کی رباعیات کے ساتھ ہی مختص نہیں ہے بلکہ ان کی اکثر غزلیات بھی مسائل متصوفانہ سے مملو ہیں۔ یہاں ایک غزل ہم بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ یہ غزل گرامی مرحوم نے غالباً حضرت حافظ علیہ الرحمۃ کی غزل پر کہی ہے۔ غزل موجود ہے نظرِ انصاف سے دیکھیئے تو معلوم ہوجائے گا کہ گرامی کی غزل حضرت حافظ علیہ الرحمۃ کا فیضان ہے۔ پوری غزل مرصع ہے اور اس کے تمام اشعار معناً ایک دُوسرے سے پوری طرح مربُوط ہیں۔ گرامی فرماتے ہیں:۔

نہاں بہ پردۂ فطرت ہزار بوالعجبی ست　　　تبسم سببے امتیاز بے سببی ست

یعنی پس پردۂ فطرت ہزارہا عجائبات اور نیرنگیاں موجُود ہیں۔ ایک سیب ہی کو لیجیئے۔ جس وقت پردہ اُٹھتا ہے تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ بے سببی کو امتیاز حاصل

Marfat.com

ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے بلکہ روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ جب اسباب ختم ہو جاتے ہیں، وسائل منقطع ہو جاتے ہیں، حیلے ٹوٹ جاتے ہیں تو بے سببی ایک ممتاز حیثیت سے نمایاں ہوتی ہے۔ اور یہ حقیقت پُوری طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ بے سبب رحمت، بلا معاوضہ بخشش و عطا، عنایتِ ازلی اور فضلِ ربّی کا کرشمہ ہے۔ عارفِ شیراز خواجہ حافظؒ نے اپنے سبُوئے مستانہ سے رندانِ لااُبالی کو کچھ یہی شراب اس طرح پلائی ہے ؎

سبب مپرس چرخ ارچہ سِفلہ پرور شُد — کہ کام بخشیٔ او را بہانہ بے سببی ست

آگے فرماتے ہیں ؎

حدیثِ دل بزبانِ نگاہ می گویم — زبانِ ما عجمی و نگاہِ ما عربی ست

یعنی میں اسرارِ دل اور وارداتِ قلبیہ کو زبانِ نگاہ سے سُناتا ہوں۔ بقولِ اقبال ؎

خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

حدیثِ دل نہ بیان میں آسکتی ہے اور نہ ہی اس کو بیان کرنے کی اجازت ہے یہ ایک راز ہے بین المحبّ والمحبوب، جو بیان کرے وُہ جھوٹا، جو کہے وُہ مدعی، جو راز افشا کرے وُہ لائقِ دار، کیونکہ اسرارِ دل اور کیفیاتِ قلبیہ کے اظہار کو قانونِ عشق سختی سے منع کرتا ہے۔

بھیکا بات اگم کی جو کہن سُنن میں ناں — جو جانے سو نہ کہے، کہے سو جانے ناں

اور ہر مدّعی اپنے دعویٰ میں شہُودِ حق سے محجُوب ہے۔ اور جو بولا وُہ مارا گیا۔ اسی لیئے ہونٹ سینے اور زبان گونگی کرنے کی ہدایات ہیں۔ حضرت اکبر الہ آبادی نے اس بات پر یُوں قدغن لگائی ہے۔

باطن میں اُبھر، کر ضبطِ فغاں، لے اپنی نظر سے کارِ زباں
دِل جوش میں لا، فریاد نہ کر، تاثیر دکھا تقریر نہ کر

گرامی صاحب فرماتے ہیں جب کہ میرا حال یہ ہے تو پھر کیا کہوں۔

Marfat.com

نہ جبرئیل نہ حسانم و نہ جوہر فرد　　مدیح خواجہ بخوانم کمال بے ادبی ست

یعنی نہ میں جبرئیلؑ ہُوں کہ مامُور من اللہ ہیں اور نہ مداحِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت حسانؓ بن ثابت ہُوں جن کو جبرئیلؑ کی تائید وحمایت حاصل تھی اور نہ جوہر یکتا ہُوں۔ پھر مدح خواجہ میں کچھ کہنا چھوٹا مُنہ اور بڑی بات ہے بلکہ سخت بے ادبی ہے۔ عارف شیراز شیخ سعدیؒ نے تو اپنے مُنہ کو ہزار بار مشک وگلاب سے دھونے اور پاکیزہ بنانے کے بعد پھر بھی یہی اعتراف کیا ہے کہ آپ کا اسمِ گرامی زبان سے لینا ہی کمال بے ادبی ہے کیونکہ کما حقہٗ آپ کی صفت و ثنا ممکن ہی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں ؎

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر　　من وجہک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عبدِ ناقص اپنی عجمی زبان سے جو کچھ کہے گا ناقص و ناتمام ہی ہوگا۔ اور اس پر آفتاب کو چراغ دکھانے کی مثل صادق آئے گی۔ غالب نے اسی لیئے کہا ہے ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم　　کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

غالب نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی منقبت سے عجز و سکوت اس لیئے اختیار کیا ہے کہ نبیِ اُمیؐ کے کمالات وصفات کا احاطہ ممکن نہیں۔ ان کی منقبت کا حق خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ادا کرسکتی ہے کیونکہ وُہی علیم و خبیر خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صفت و ثناء اور علوِ مرتبت سے واقف ہے کہ عنایتِ ازلی نے اُن کو کس شان سے نوازا ؎

تیرے مقام کا تو خُدا ہی کو علم ہے　　جنّت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی

غالب [illegible] میں عجز و قصُور ہی ہے پس شہیر نابینا ناقص وخام کار سپہرِ حُسن و خوبی [illegible] کے متعلق جو کچھ کہے گا بے ادبی ہی ہوگی۔ اس اعترافِ عجز کی حالت میں [illegible] ازلی سے ؎

[illegible] من آمد ندا زحضرتِ قدس　　کہ صدرِ بزمِ نبوّت یتیمِ مطّلبی ست

Marfat.com

یعنی پچھلی رات حضرتِ قدس سے میرے معنوی کانوں میں یہ آواز آئی کہ صدرِ ایوان رُسل اور شمع بزمِ انبیاء بنو مطلب کا ایک یتیم ہے یعنی عنایتِ ازلی کا لاثانی شاہکار جن کی تعلیم و تربیت اِس عالمِ اسباب میں کسی نے نہیں کی۔ اگرچہ وُہ نبی الاُمّی ہیں لیکن بفضلِ خدا ـ

مصطفٰے آمد جنابِ امرِ کُن  آفتابِ بُرجِ علمِ مِن لدُن

جن کو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر چیز کا علم ہے اور وُہ علم الاوّلین والآخرین کے مالک ہیں۔ یہ کمالِ علم منجملہ مواہب کے ہے اور حدِ بشر سے باہر ہے کیونکہ اِس عطائے ربانی کا تعلّق قلب و رُوح سے ہے۔ جس کے مُدرکات اِنسان کے ظاہری حواس اور عقل کے مدرکات سے بالکل ممتاز و الگ ہیں۔ یہ یتیم مطلبی جو عنایتِ ازلی کا مظہرِ اکمل ہیں اپنے آپ کو عبدہٗ و رسولہٗ فرماتے ہیں لیکن اُن کے علوِّ مرتبت اور حدِ کمال کا اندازہ بشری طاقت کے امکان سے باہر ہے۔ چنانچہ حضرت سعدی شیرازیؒ جیسے عارف و راز داں یُوں فرماتے ہیں :۔

عرش است کمیں پایۂ ز ایوانِ محمدؐ  جبریلِ امیںؑ خادمِ دربانِ محمدؐ
آں ذاتِ خداوند کہ مخفی ست بعالم  پیدا و عیاں است بچشمانِ محمدؐ
توریت کہ بر موسیٰؑ و انجیل بہ عیسیٰؑ  شد محو بیک نُقطۂ فُرقانِ محمدؐ
از بہرِ شفاعت چہ اولوالعزم چہ مُرسل  در حشر زند دست بدامانِ محمدؐ
یک جاں چہ کند سعدیٔ مسکیں کہ دو صد جاں
سازیم فدائے سگِ دربانِ محمدؐ

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو گرامی کا صدرِ ایوانِ نبوت بنا کر یتیم مُطلبی کہنا ثابت و ظاہر کرتا ہے کہ اِمتیازِ بے سببی اور عنایتِ ازلی کا لاثانی مظہر اور اکمل و اتم شاہکار صرف آپ ہی کی ذاتِ گرامی ہے۔

پھر فرماتے ہیں ؎

بحکمِ مرشدِ شیراز آتشے خواہم  کہ در صراحیٔ چینی و شیشۂ حلبی ست

Marfat.com

یعنی مرشدِ شیراز کے حکم سے طلبگارِ آتشِ عشق ہوں۔ یہ کہاں سے ملے گی۔ سرمستانِ ازلی اور بادہ کشانِ میخانۂ محمدی سے، جن کے قلوب کی مصفّٰے اور منزّہ صراحیاں عشقِ حقیقی کی سہ آتشہ شراب سے لبریز ہیں یا جن کے شیشہ ہائے دل انوارِ جلال و جمال سے مجلّیٰ ہوکر مہرِ تاباں کی طرح درخشندہ ہیں میں اُن کے دروازہ کا سائل ہوں اور جانتا ہوں کہ کریموں کے دروازہ کا سائل محروم نہیں رہا کرتا۔ مجھے آتشِ عشق اس لیئے درکار ہے کہ ماسوی المحبوب جل کر خاکستر ہوجائے۔ میں شرابِ عشق اس لئے چاہتا ہوں کہ "بے خودی ہی عشق میں مقصود ہے"۔ اور انانیّت کے بُت کو پاش پاش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اُس آتشِ عشق و محبت و معرفت کا طلبگار ہُوں جس سے عنایتِ ازلی نے قلبِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مزیّن فرمایا تھا جس سے علمِ اوّلین و آخرین منکشف ہوتے ہیں۔ یہ عقل کے بس کا روگ نہیں ہے

کتابِ عقل ورق در ورق فرو خواندیم — تمام حیلہ فروشی و مدّعا طلبی ست

یعنی میں نے کتابِ عقل و خرد کو لفظاً لفظاً پڑھ ڈالا۔ پوست در پوست ہی پایا۔ مغز و مغز کا نام و نشان تک بھی نہ ملا۔ رندانِ لااُبالی کا یہ کہنا کتنا صحیح ثابت ہُوا کہ حریمِ ناز تک پہنچنے کا کوئی راستہ عقل و خرد سے ہوکر نہیں گزرتا۔ رہ گذارِ فہم و سمجھ مدّعا طلبی اور حیلہ فروشی پر جاکر ختم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ عقل کا مُدرک اور ہے اور قلب کا اور۔ ایک قوّت کا مُدرک دوسری قوّت کے مُدرک پر قادر نہیں ہوسکتا جس طرح سماعت و بصارت وغیرہ کے الگ الگ مُدرکات ہیں۔ قلب و رُوح کے مُدرک عقل سے بالکل علیحدہ ہیں۔ عقل سُود و زیاں کے پیمانوں سے جزا و سزا کی حقیقت سمجھاتی ہے جس سے دِل و دماغ کی بے چینی پیدا ہوتی ہے پس جب دل کا سُرور اور رُوح کا سکون عقل و خرد سے حاصل نہیں ہوتا تو پھر فطرتاً انسان مایوس اور نامراد ہو جاتا ہے اِس حالتِ نامُرادی میں بے سبب عنایت ازلی اس کی دستگیری کرتی ہے جیسا کہ اکمل صُوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ بامراد شدند بحالتِ نامرادی۔ گرامی فرماتے ہیں:۔

دلیلِ عفوِ گنہ ہم سبب نمی خواہد — عنایتِ ازلی پردہ دارِ بے سببی ست

53310

Marfat.com

یعنی گناہوں کی عفو و بخشش کے لیئے سبب کی محتاجی نہیں ہے۔ عنایتِ ازلی اور فضلِ لامتناہی نے مجھ کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا اور بے سببی اور عنایتِ ازلی کے امتیاز کو کُل عالم میں آشکارا کر دیا۔ اِس لیئے کہ اس کا فضل و کرم کسی علّت کا محتاج نہیں ہے۔ رُومی صبُوحی سے عنایتِ ازلی کا سر در بادہ کشانِ محبت کو اِس طرح مِل رہا ہے ؎

بر بندہ ناگہانی کردی نثارِ رحمت　　جُز لطفِ بے حد تو آں را سبب نہ دیدم

اور جناب حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

سبب مپرس کہ چرخ از چہ سِفلہ پرور شد　　کہ کام بخشی اُو را بہانہ بے سببی ست

فیضانِ لامتناہی اور عنایتِ ازلی کے شواہد اِس کثرت سے ازل سے موجود ہیں کہ جس کو کسی طرح سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ موثر حقیقی صرف وُہی ہے۔ گرامی فرماتے ہیں۔ دوست کی نظرِ التفات کا کوئی سبب اور علّت نہیں ہے۔ ایک رُباعی میں لکھتے ہیں:۔

در صُبحِ الست دربِ ما حق طلبی ست　　بر ما نگہ دوست سبب بے سببی ست
بر حکم و فن تختِ شہنشاہی ما　　فقر است کہ آں فخرِ رسولِ عربی ست

نگہِ دوست کی بے سبب مہربانی نے درماندگانِ بادیۂ عشق کی لاج رکھ لی۔ ورنہ عقل و خرد کی فرومائیگی اور تہی دستی نے لاکھ کر میرے نازک دِل کو جو شیشۂ حلبی کے مانند ہے اور جس میں حقیقتِ ایمانیہ منعکس ہے توڑ ڈالا تھا ؎

ز حرفِ لا کہ ترا بر زباں رود بشکست　　دِلِ من است بہ پہلو کہ شیشۂ حلبی ست

تیرے اِنکار پر جو شکستگی مجھ میں پیدا ہوئی۔ اور تیرے اِس لفظ لاؔ سے جو بے چارگی اور درماندگی مجھ پر غالب ہوئی اِس کا علاج عقل و خرد کے پاس تو تھا نہیں اس کے لیئے حضرت خواجہ حافظ کا مشورہ یُوں ہے:۔

دوائے درد خود اکنوں ازاں مفرح جُو　　کہ در صُراحی چینی و شیشۂ حلبی ست

Marfat.com

یہاں تیرے لطفِ بے حد اور عنایتِ بے عد نے میری درمانی کی اور دستگیری فرمائی۔ اس شکستگیٔ دل نے مجھے نگاہِ آئینہ سازیں عزیز تر کر دیا۔ یہ اس طرح کہ اس شکستگی میں مجھے تو نے نالہ ہائے نیم شبی عطا فرمائے جس پر تیرا نیم خندہ ظاہر ہوا جس نے میری ظلمت کو نور سے اور میری شبِ فراق کو روزِ وصل سے بدل دیا۔

بہ نیم خندہ گرامی شبم بروز آورد　　کرشمۂ اثرِ نالہ ہائے نیم شبی ست

یہ ہے نالہ ہائے نیم شبی کا کرشمہ، یہ ہے بے سبب رحمت، یہ ہے تیری عنایتِ ازلی جو ہمیشہ سے رہی ہے پردہ دارِ بے سببی۔

"راہِ فردا" کا یہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ پہلے طبع شدہ تمام نسخے تقسیم ہو جانے کے بعد احبابِ شائقین کے اصرار پر حضرت سیّدی و مولائی کی اجازت سے حضور کے دیرینہ غلام الحاج میاں محمد اصغر رئیسِ اعظم بہاول نگر نے اس ایڈیشن کی طباعت و اشاعت کا انتظام اپنے خرچ پر کیا ہے۔ اللہ کریم اُن کی یہ سعی مشکور فرما کر اسے باعثِ مقبولیت بنائے اور اجرِ جزیل دے۔ موجودہ ایڈیشن میں جنابِ گرامی کا لکھا ہوا مقدمہ بھی جو پہلے ایڈیشن میں چھپا تھا، شامل کر دیا گیا ہے۔

خاکِ پائے درویشاں

دُعا جُو: مُسلِم نظامی

اُردو منزل۔ پاک پتن شریف
ضلع ساہی وال

۱۱، ذی قعد ۱۳۹۱ھ
مُطابق ۳۰۔ دسمبر ۱۹۷۱ء

Marfat.com

# منقبت حضرت خواجۂ خواجگان قُطب الاقطاب سند الموحّدین

# خواجہ مُعین الدّین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرّہ العزیز

راہِ فردا میزند امروزِ من اے وائے من
غوطہ در گرداب امروزم خورد فردائے من

کلبۂ تاریکِ من منّت کشِ خورشید نیست
صبحِ محشر سایہ پرورد شبِ یلدائے من

بردرِ حرف آشنایاں سر نمی آرم فرود
کوسِ معنیٰ زوادب بربام استغنائے من

ہستیٔ من مستیٔ منصور دارد در دماغ
می چکد خون انا الحق از لبِ گویائے من

نفیِ اثبات مرا اثباتِ نفیٔ من دلیل
معنیٔ لا جوش زد از جوہرِ الّائے من

ہاں بخود وارفتگاں از جادۂ برگردہ سر
عشقِ عقل آموزِ من عقل جنوں فرمائے من

ذرّہ سرخوشم وے دارم در آغوشِ آفتاب
گردِ خود گردم بود مجنونِ من لیلائے من

ظاہر و پنہانِ من آئینۂ ناز و نیاز
دست در آغوشِ وحدت پیکر جونائے من

حلقۂ زنجیرِ من آویزۂ گوشِ جنوں
داستانِ بیخودی افسانۂ سودائے من

من بدامانِ معین الدّین حسن دستے زدم
خواجۂ من سیّدِ من خضرِ من مولائے من

گرمجوشی ہائے عشقِ خواجۂ بندہ نواز
جلوہ ریز آمد در آغوشِ دل دانائے من

من بہشتِ نعیم با حُور و غِلمانم چہ کار
نظم و نثرِ من بود غلمانِ من حورائے من

بادشاہم میکنم بر مسندِ دل ہا نشست
کسوتِ خاکسترِ من اطلس و دیبائے من

حسرت اندر حسرتم امروز و فردایم مپرس
می تراود خونِ امروز از رگِ فردائے من

طبعِ عرفی و گرامی خوردہ از یک دایہ شیر
گفتۂ عرفیست اینک حجتِ دعوائے من

Marfat.com

"دُودمانِ عشق را از من گرامی تر نزاد — جوہرِ من کرد روشن گوہرِ آبائے من"

یا مُعیں می ریزد از ہر مُوئے در د آویزِ من — یا مُعیں می جوشد از ہر موجۂ دریائے من

مدح سرکردم گرامی خواجہ فرماید کہ ہاں

مدح سنجِ من گرامی شاعرِ یکتائے من

گرامی

Marfat.com

# بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# ہست کلیدِ درِ گنجِ حکیم!

راہِ[1] فردا میزند امروزِ من اے وائے من
غوطہ در گرداب امروزم خورد فردائے من

---

افسوس حیاتِ دنیویہ من باحوالِ مذمومۂ خویش منافی فلاح آخرت ہست زیراکہ حیات حقیقیہ اُخرویہ دریں حیاتِ دنیویہ من موجود است چہ حیاتِ دنیویہ مادہ حیاتِ حقیقیہ ابدیہ ست بحکم الدنیا مزرعۃ الآخرۃ ۔ ارادۂ دنیا و آخرت از امروز و فردا ارادۂ مظروف بالظرف است تاکہ مقصود مبالغۃً ظاہر باشد ۔

---

[1] راہِ فردا میزند امروزِ من اے وائے من غوطہ در گرداب امروزم خورد فردائے من

اَے وائے من امروزِ من بہ تعیّن خویش رہزن و منافیٔ ظہورِ فرداست و فردا را درتحتِ تصرّف خویش مے آرد ۔ یعنے فردا در حجاب تعین امروز محجوب و مستور می شود ۔ زیراکہ بحالتِ تعینِ امروز در غیب اطلاق فردا مضمحل و متلاشی و متّصف بصفت اطلاق و ہمہ بابِ مطلق در مقیّد مسلّم است پس فردا عین امروز باشد یعنی فردائے مطلق متعین گشتہ بہ تعینے کہ موسوم است باسمِ امروز ۔

و ازیں تقریر علو و برتری امروز بر فردا ظاہر گشت ۔ زیراکہ امروز صورت تعین زمانہ مطلق است و علو تعین بر متعین و پوشیدگی متعین در تحت تعین ضروریست چنانچہ (باقی زیریں صفحہ آئندہ)

Marfat.com

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ در فصِ قدریہ می فرمائند کہ قضا حکمِ حق است بر اشیاً
و حکمِ حق بر اشیا علی حدِ علمِ حق باشد در اشیار و علمِ حق در اشیا رہماں باشد کہ اشیا معلومہ
بمقتضٰے اعیان ثابتہ فی انفسھا باشند پس حکمِ حق بر اشیا نباشد الّا باشیار مثلاً حکمِ حاکم
بطابق روئیداد مقدمہ باشد نہ کہ خلافِ روئیدادِ مقدمہ اگر خلافِ روئیداد باشد بظلم منسوب شود

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) وجودِ حق در تعین عبدانی مستور است ۔ کما قال العارف الجامی فی شرحہ للفصوص فی کلمۃ یوسفیۃ ۔ بنابریں ثابت شد کہ امروز و فردا متغائر نیستند بلکہ یکیست از تعین متغائر گشتہ و متفارق از یک دگر ۔

اما نظراً الیٰ نفس زمانہ پس درمیانِ اجزار امروز و فردا تفارق نیست بلکہ اتحاد است چنانچہ عند الفلاسفہ شائع است کہ انتقال روز بسوئے شب یا انتقال ساعتے بسوئے ساعت اخری دفعۃً واقع می شود و تدریج را دریں انتقال دخلے نیست ۔ زیرا کہ اجزائے زمانہ متصل باہم و متصف بصفتِ اتحاد و فصل مشترک یعنی امر فارق کہ بینہما واقع می شود او آنیست موہوم ۔ پس ثابت شد کہ اتصال و اتحادِ زمانہ واقع و تفرق او موہوم ۔ لہٰذا واضح گشت کہ امروز و فردا متحد ہستند و تغائر بینہما محض از وہم واہم ۔

چوں مضمون تقریر فلاسفہ روز و شب متصف بصفتِ اتحاد و فصل مشترک و فارق بینہما امر موہوم ) را بتقریر مذکورۃ الصدر ( فردا عین امروز باشد یعنی فردائے مطلق متعین گشتہ بہ تعینے کہ موسوم است باسم امروز) منضم بکنیم روشن گردد کہ مراد از فردا زمانہ مطلق و ارادہ از امروز محض تعینِ موہوم ۔ مراداً عنہ (از شاعر) میگویم (چنانچہ شعر آئندہ بسوئے ہمیں ارادہ ایمامی کند) کہ حیاتِ من بتعینِ خویش منافیٔ ظہورِ حیاتِ حقیقیہ است و حیاتِ حقیقیہ را در تحویلِ خویش مے آرد یعنی خود حیاتِ مطلقہ در تعینِ حیاتِ من مستور و محجوب می شود ۔ زیرا کہ عند الصوفیہ ہویت حق عین جمیع موجودات است بلکہ خود ہویتِ حق است کہ متنشین گشتہ بشانِ خاص متنزل گشتہ بتنزلاتِ کثیرہ (باقی زیر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

چنانچہ حق تعالیٰ می فرماید وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ یعنی بر ایشاں کفر را مقدر نہ کردم حتیٰ کہ منسوب بظلم باشم و باز ازاں مطالبہ معاوضہ کفر کردہ موسوم بظلّام شوم بلکہ ہر چہ می کنم بمقتضائے ایشاں می کنم۔ چوں ایں حکمِ کلی الٰہی در وقتِ خاص متعیّن کردہ شود و بخروج آید باسم قدر موسوم گردد۔ چنانچہ در حدیث آمدہ کہ چوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم از

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مثلاً حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ در فص سلیمانیہ کہ حالا پیشِ نظر است می فرماید کہ حق تعالیٰ بقولہ لیس کمثلہ شیٔ مثلیت را از نفسِ خویش نفی فرمود زیرا کہ مثلیت در غیرِ ثابت می شود و حال اینست کہ او عین کل اشیا است و بقولہ تعالیٰ وھو السمیع البصیر نفسِ خویش را متّصف کرد بصفتے کہ عام می شود مرجمیع سامع و بصیر را از جنس حیوان و عمومیّت او بوجہی کہ افادۂ انحصار سمیع و بصیر در ذاتِ حق تعالیٰ می کند۔

گویا مضمون آیتہ کریمہ۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ۔ و نیست ایں حیات دنیا مگر اشتغال متخیل و متوہم و مباشرت باطل و تحقیق دار آخرت البتہ حیات ہمیں است۔ کاشکے حقائق را فہمیدندے۔ شاعر می گوید کہ اے وائے بر حال من کہ در حجاب انانیت ایں رمز حقیقت را نفہمیدم کہ حیاتِ دنیویۂ من کہ حیات نیست بلکہ اشتغال متخیل و متوہم و مباشرت باطل است حجاب حیاتِ حقیقیہ آمدہ یعنی خود حیات حقیقیہ در حجاب تخیل و توہم محجوب گشتہ زیرا کہ مفہوم آیۂ کریمہ دلالت می کند بر حصر حیات در حیات آخرت کہ مقتضی است برائے ابطال تحقق حیات دُنیا یعنی بعد ثبوت حصر حیات در حیاتِ آخرت یقیناً حیات مغائرہ باطل است۔ پس حیاتیکہ در نفوس خویش مے یابیم و نسبتِ او بسوئے خویش مے انگاریم او ہماں حیات حقیقیست کہ از ہمیں توہم نسبت محجوب گشتہ و متفارق چنانچہ قول حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ بریں معنی شہادت می دہد۔ (باقی زیریں صفحہ آئندہ)

Marfat.com

نزد دیو رقیب با نہدام بسرعت گذشتند سوال کردہ شد کہ راھربتُ من قضاءِ اللہ قال نعم انا ھربتُ من قضاءِ اللہِ الی قدرہٖ ) کہ یا رسول اللہ صلعم از قضائے حق فرار می کنید؟ بجوابش فرمودند من از قضائے حق بسوئے قدرِ او فرار می کنم وحکم کلی او را بہ تعین می آرم یعنی قضائے او عین قدرِ اوست پس ہمیں حکمِ کلی حق بعین حقیقتہ مستورۂ قدر است

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ میان عاشق ومعشوق ہیچ حائل نیست
تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز

ونیز بقولِ جامی علیہ الرحمۃ ثابت است ؎

ہستیٔ تست حجب تو ورنہ پیداست — کہ بجز دوست دریں پردہ نہاں چیزے نیست

پس حیاتِ دنیا نہ حیاتِ حقیقی است و نہ حیاتیکہ در نفوسِ خویش مے یابیم بلکہ غفلت عن الحق وحجاب انانیت را دنیا تعبیر کردہ شدہ۔

بقول حضرت مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن — نے قماش ونُقرہ وفرزند وزن

لہذا ثابت شد کہ حیاتِ موجودہ کہ در نفوسِ خویش مے یابیم عین حیاتِ حقیقیہ است وحیاتِ دنیا محض وہم وحجاب انانیت است۔ چنانچہ استشہاداً مکتوب شریف در ذیل منقول گشت۔ من صحائف السلوک

نقل مکتوب شریف حضرت خواجہ مخدوم نصیرالدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہٗ

بنام یکے از طالبانِ حق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(باقی زیرین صفحہ آئندہ)

Marfat.com

چوں واضح گشت کہ حکمِ الٰہی تابع علمِ الٰہی است وعلمِ الٰہی تابع معلومات است پس متحقق شد کہ تعینے کہ در علمِ الٰہی واقعہ گشت مستفاد ست از تعیّن اشیاء معلومہ کہ تعیّن آنہا بمقتضائے اعیانِ ثابتۂ آنہا ہست نہ تعیّن اشیاء مستفاد از تعین عدحق است لہذا یجْرِیْ قَضَائُہٗ عَلٰی قَدْرِہٖ لَا قَدْرُہٗ علٰی قَضَائِہٖ پس حجتِ حق بر مرم بالغ شد۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رُباعی

خواہی کہ سخن زجانِ آگہ شنوی  واسرار دردنئے شہنشاہ شنوی
گم گرد زخویش تا تو از ہستئ خود  بیخود ہمہ انّنی انا اللہ شنوی

بداں ایدک اللہ تعالیٰ چوں شخصے فانی شود یعنی از انانیت بیروں آید و در ذاتِ باری تعالیٰ محو گردد صفتِ اتحاد حاصل آید۔ ندانی کہ ایں اتحاد ہمچو میانِ دو چیز بود کہ چوں ہر دو یکجا فراہم آیند گویند اتحاد است چنانکہ در آمیزش شیر و شکر باشد اگرچہ بظاہر ہر دو یکے شدہ امّا مغائرت باقیست دریغا۔ آں اتحاد آنست کہ دراصل آں ہر دو یکی اند نہ مغائر۔ ہمیں انانیت بود۔ چوں آں محو شد آں خود ہمہ یکیست۔ دریں مقام کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ درست آید۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ ترجمہ۔ ہر آنچہ بر زمین ست فانیست و ذاتِ حق باقیست آں ذات کہ صاحبِ عزّت و بزرگیست۔

جواں مردا فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکّا وخرّ موسیٰ صعقًا۔

ترجمہ "پس چوں رب او بسوئے جبل نمودار شد او را پارہ پارہ ساخت و افتاد بر زمین موسیٰ بیہوش نیست

عزیز من وانی اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا چہ بُود
تحقیق من دیدم آتشے

فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیِٔ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ

باز چوں رسید موسیٰ بنزد آں ندا دادہ شد از کنارہ راست وادی در بقعہ (تختہ) بابرکت

(باقی زیر ین صفحہ آئندہ)

Marfat.com

افضل الشارحین مولانا نورالدین عبدالرحمٰن الجامی قدس سرہٗ فی شرحہ للفصوص درہمیں فص می فرمایند کہ اگر گفتہ باشد کہ اعیانِ ثابتہ مع استعدادات خویش مجعولہ حق ہستند لہذا حجت خلق برحق بالغ باشد۔

جوابش آنست کہ بیشک اعیانِ ثابتہ مع استعدادات خویش مجعولۂ حق ہستند الا باین معنے کہ اعیانِ ثابتہ از تجلّیاتِ ذاتیہ حق بغیر دخل وارادہ واختیار علی الایجاب فائز شدہ اند۔ لہذا نگفتہ باشد کہ چرا حق تعالیٰ ہم چناں ساختہ واگر اعتراض کردہ باشد کہ چوں اشیاء باعتبار اعیانِ ثابتہ از تجلّیاتِ ذاتیہ علی الایجاب صادر شدہ اند وصور شیون حق ہستند پس عقوبات ومثوبات چرا بر اعمالِ ما مترتب گشتند۔

پس بجوابش گفتہ آید کہ چوں اعمالِ ما از مقتضیاتِ اعیانِ ثابتہ ما ہستند

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مِنَ الشَّجَرَةِ ان یاموسیٰ انی انا اللہ رب العالمین ۵

از درختے باین صورت کہ اے موسیٰ تحقیق من ہستم اللہ پرورش کنندہ عالمین۔

چہ بودے عزیز من وادیٔ ایمن سینۂ او بود وآں بقعۂ دلِ مبارکش وآں شجرہ جاں عزیزش۔ وانی اَنَا اللہ ثمر آں شجرہ است۔ پس بہ تحقیق ہمہ او بود نہ ایں۔

اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ ھُوَ اللہُ ازیں جابدانی

اے برادر ہرگز ندانی کہ جبل کوہ سنگے بود وبیہوشی ازیں جہت بود۔ عزیز من شخصے کہ کلام پاک حق بے واسطہ بشنود۔ طاقت نگہداشت آں دارد چگونہ وکالت سنگے اورا بیہوش گرداند لیکن چنانکہ کلام با او بود تجلی ہم بر دل او بود۔ والسلام

چونکہ از بحث مذکور ثابت شد کہ انانیت فی حد ذاتہ قطعاً معدوم کہ منشاء مغائرت است۔ وحیاتِ موجودہ عین حیاتِ حقیقیہ۔ یعنی حیات شئے واحد است کہ در حجاب انانیت محجوب گشتہ۔ پس بر مطلع تفریع می کند۔

Marfat.com

ہم چناں مثوبات وعقوبات از مقتضیات اعمالِ ما ہستند بلکہ چیزے کہ از حق تعالےٰ باستعدادِ خویش طلب می کنیم او مارا بتقضائے جوُدِ مطلق خویش می دہد۔ پس بعد فہم تقریرِ مذکورہ معلوم شد کہ احوالِ مذمومۂ دُنیائے ما یقیناً موجب سوءِ آخرت است چوں بتقریرے کہ از فصوص وبعض شروح ہا مستفاد ہست معلوم شد کہ اعیانِ ما صورِ شیونِ ذاتیۂ حق ہستند۔ وایں وجود خارجی ما تنزلِ آں اعیانِ ثابتہ است پس معناً وجودِ ما عین حق است زیرا کہ صورت عین ذی الصورت باشد وجودے کہ آں را متغائر حق وہم می کنیم محض وہم ست وامر معدوم۔

یا حل بیت بایں طریق است

افسوس امروز من بعدمِ قرار خویش راہِ فردا رامی زند یعنی امروز از فنا وعدم قرارِ خویش ظاہر می کند کہ فردا نیز منفی وغیر قار است۔ بیانش آنکہ امروز و فردا منجملہ اجزائے زمانہ ہستند و زمانہ امریست متصل کہ درآں انفصال ممکن نیست و مرکب است از آنات متتالیات واجزائے غیر قارہ متصرمہ متجدّدہ کہ انتفا وتجدّد وصفِ ذاتی اوست۔

نیز زمانہ از اجزائے عالم بحالتے مرتفع نہ شود واصل جمیع احوال واحکام عالم است اگر ارتفاع او را فرض بکنیم پس محالے کہ تداخل وجزلا یتجزے است ظاہر آید تقدم وتاخر وقبلیّت وبعدیت مرتفع شود۔ لہذا فی کل حالِ سریانِ زمانہ در اجزائے عالم متحقق باشد۔ چوں زمانہ غیر قار است وارتفاعِ او از اجزائے عالم در جمیع احوال ممنوع وصفت تجدد نیز موجود۔ پس بناءً علیہ انتفاء امروز یقیناً مشعر ظہور فردا علی سبیل الاتصال باشد کما قال اللہ تعالیٰ تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل۔

یعنی تو شب را در روز مے آوری و روز را در شب بلا انفصال۔ چوں فردا

Marfat.com

درمقامِ امروزظہوریافت پس مثلِ اومنقضی باشد ودرگرداب وہلاکت گاہِ امروزمستغرق گردد۔ مراد از امروز وفردائے من ثبوت وفنا من است یعنے ثبوتِ من با نتفائے ذاتی خویش دلیل تحقق فنا است۔ زیراکہ نفی ثبوت عین تحقق فنا است من غیر فرقٍ یعنے ثبوت وفنا نقیضین ہستند ورفع نقیضے عین تحقق نقیض آخر است پس ثبوت من با نتفار خود دلیل تحقق فنا شد۔ چوں ثبوت رفع شد وفنا جانشین اوگشت پس مثلِ ثبوت درگرداب ہلاکت مستغرق باشد۔

چنانچہ گرامی می گوید ے

بود و نبودِ ما ہمہ ہیچ است اے حکیم　　　یعنی بشاخ شعلہ بود آشیانِ ما

لہذا ثابت شد کہ ثبوت وفنائے من چیزے قابلِ ذکر نیست کما قال اللہ تعالیٰ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ۝ یعنے آیا بر انسان وقتے از زمانہ آمدہ کہ چیزے قابلِ ذکر نبود پس بظہور آمد وسمیع وبصیر گشت وباز درمقامِ دیگر فرمود حق تعالیٰ۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ۝ شیخ اکبر علیہ الرحمۃ در فص شعیبیہ در تفسیرِ ایں آیۃ می فرمائند کہ مراد از جعل ضعف وشیبہ ردّ بسوئے ضعف اصلیست ومراد از ضعف اصلی ضعفیست کہ دراں شیخ وطفل در حکمِ واحد ہستند۔ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ در شرح می فرمائند "نہ آں ضعف کہ شیخ بعد قوۃ بسوئے او مردود می شود وطفل را باوجود ایں ضعف قوی نتواند گفت بلکہ آنست کہ ازاں فعل وتاثیر اصلاً متصور نیست" وردّ بسوئے ضعفِ اصلی اخذ کردہ شد از آیۃ کریمہ۔ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ۝ چوں دراوّل قابلِ ذکر نہ بود ودر کتمِ عدم بود و بعدہٗ درظہور آمد وباز بسوئے اصلیتّ ردّ کردہ می شود پس وجودِ ممکن من کہ بین العدمین

Marfat.com

است عدم باشد لِاَنّ الوجود بین العدمین عدمٌ۔

پس شاعر اول عدم قرارِ زمانہ راکہ مقدار حرکتِ غیر قارہ است یا نفسِ حرکت است و حرکت مُجدِّد و محیطِ عالم است ظاہر می کند تاکہ علی ارادۃ المظروف بالظرف انتفائے عالم در غائت ظہور مبرہن شود۔ و مصداقِ کُلُّ شَیٍٔ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ بیّن و ہویدا۔

چوں ثابت شد کہ وجُودِ عالم کہ بین العدمین است عدم است پس نیست موجُود حقیقۃً الا الحق۔

# فائدہ

شاعرِ موہوب علیہ بطریق علیین اولی الالباب ادب را ملحُوظ داشتہ وشان وقایہ رالباس خود ساختہ ترنم وحدت الوجود می کند۔ کما قال افضل المحققین الشیخ الاکبر فی فص شیثیۃ در تفسیر آیہ کریمہ وَاتقوا ربکم الذی خلقکم الآیۃ فکونوا وقائیۃ الحق فی الذم واجعلوہ وقایتکم فی الحمد تکونوا اُدَباءً عالمین (یعنی) شما وقائیہ حق تعالیٰ شوید در ذم وا و را وقایہ خود سازید در حمد یعنی ذم بطرفِ خود منسُوب کنید ومدح بطرفِ حق تعالیٰ تا شما عالم باشید صاحب ادب یعنی عارف باشید بایں حقیقت کہ وجود واحد است۔ زیراکہ ایں علم وعرفاں در قلب پیدا نمی شود مگر بہ تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب وظاہر است کہ ایں بغیر سلوک طریق و مجاہدہ متصوّر نیست و مجاہدہ ہمیں است کہ خود را معدن نقائص شمردہ و تصوّر کردہ حق تعالیٰ را مجمع صفات کمال داند تا اصلاح و تخلق باخلاق اللہ درست آید۔ چنانچہ شیخ اکبر علیہ الرحمۃ در حکمۃ احدیہ فی کلمۃ ہودیۃ می فرماید کہ ہٰذہ الحکمۃ الاحدیۃ من علم الارجل یعنی شہود ایں حکمۃ احدیۃ از سلوک طریق و بالعمل ثابت می شود

Marfat.com

واشارہ می کند بایں معنے قول حق تعالیٰ۔ لو اَنَّھُمْ اقاموا التوراۃ والانجیل وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِن ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم یعنی وے اگر بر توارت وانجیل و دیگر کتب منزلہ عمل کردندے البتہ غذا یا فتندے از فوق وتحت پائے خویش وہمیں از تحتِ پائے خویش غذا یافتن مراد از علمِ ارجل است یعنی ذوقِ شہودِ احدیّت کہ بعد عمل پیدا می شود زیراکہ من عمل بما علم علمہ اللہ علم مالا یعلم قولہ تعالیٰ۔ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ٥ ازہمیں اتقا وادب ثابت است یعنے نسبتِ عبودیّت کہ از اعتبارِ عبد ومعبود پیدا می شود بغیر ادب واتقا متحقّق نیست وہمیں عبودیّت منشاء عرفاں وشہود احدیت است۔ بلکہ عبادت درمعنی معرفت مستعمل می شود۔ چنانچہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر لیعبدون می فرمایند لیعرفون۔

ان قلت۔ چوں ہمہ حق شد وغیر نماند پس مغائرت مسلّمہ در خالق ومخلوق بچہ طریق متصوّر شود۔

قلنا۔ اوّل تحقیقِ عالم باید کرد کہ چیست۔ ہاں عالم بالنسبت الی الحق مثل ظلّ بالنسبت الی الشخص است وظلّ در وجودِ خود تابع شخص باشد وبغیر شخص ظہور ووجود ظلّ منفی ومعدوم وچنانکہ برائے ظہورِ ظلّ وجودِ شخص ضروریست ہم چناں برائے امتدادِ ظلّ مقام امتداد لابداست پس برائے ایں ظلِّ الٰہی کہ عالم است وجودِ حق ضروریست وبغیر وجودِ حق عالم معدوم ونیز برائے امتداد ایں ظلِّ الٰہی مقامِ امتداد ثابت ومقام امتدادِ ظلِّ حق تعالیٰ اعیانِ ثابتہ ہستند ووے از حضرت علم بطرفِ وجودِ عینی ظہور نہ کردند وبُوئے وجُودِ خارجی نہ نشمیدہ۔ کما قال الشیخ فی فص یوسفیہ۔

Marfat.com

وچوں مقامِ امتداد درخارج معدوم است پس ظلیکہ دراں ممتد گشتہ او را بچہ طریق موجود فی نفسہ گفتہ آید۔

نیز ظل بوجہ عدم انعکاس شعاع آفتاب پیدا می شود پس امر عدمیست واز وجودِ شمس ظاہر شدہ چنانچہ نور بظلمت واضح ولائح می شود لان الاشیا تُعرَفُ باضدادہا۔

چنانچہ مولانا رُومؒ می فرماید :۔

ہر چہ جُز آں وجہ باشد ہالک است | ملک مالک عکس آں یک مالک است
گرچہ سایہ عکس شخص است اے پسر | ہیچ ازسایہ نہ تانی خورد بر
ہیں زسایہ شخص را می کُن طلب | درمسبّب رَو گذر کُن از سَبَب

علاوہ ازیں عالم صورِ منعکسہ اعیانِ ثابتہ در آئینہ وجودِ حق ہستند یا صورت حق کہ واحدہ است در آئینہ اعیانِ ثابتہ کہ مختلف الاستعداد ہستند منعکس شد و برہمیں اختلاف استعداد تفاوت در صور عالم واقع شدہ نہ کہ صورت حق کثیر و مختلف است پس بر اہل تحقیق ظاہر و واضح است کہ صورت منعکسہ در آئینہ موجود ست وہم معدوم ثابت است وہم منفی کما فی بعض مقامات الفصوص برا کہ صورتیکہ در مرآۃ منعکس شدہ موجود باشد بوجود معاین و معدوم باشد فی نفسہ لہذا عالم موجود است بوجودِ حق و معدوم است باعتبار نفس ذات بحیثیکہ موجود باشد عین حق است و باعتباریکہ معدوم ست جُدا از وجودِ مطلق متصوّر است و نیست محتاج بسوئے وجود و در انعدام خود پس دعوئے من ہمیں بُود کہ عالم عین حق است من حیث الوجود نہ من حیث العدم کہ مغائرت از ہمیں عدم متفرع و متنزع توانیم کرد پس مغائرت خالق و مخلوق ثابت ماند۔ چنانچہ از شعر آئندہ مضمون مغائرت عالم للحق تعالیٰ مترشح می شود۔ زیرا کہ ظلمت در اصطلاحِ تصوّف عبارت از عدم و نور مُراد

Marfat.com

از وجود است۔

کلبۂ[1] تاریکِ من منّت کشِ خورشید نیست
صبحِ محشر سایہ پرورِ شبِ یلدائے من

یعنی کلبۂ تاریکِ من کہ طالبِ عدم است بالذات در عدمیت خود منت کشِ خورشید کہ عبارت از وجود است نیست بلکہ نمائز و ظہورِ صبحِ محشر از شبِ یلدائے منست یعنی ظہورِ وجود از معدوم شدن من است۔ یا بایں طریق باید فہمید کہ وجود ممکن من متوہم است و اصلے ندارد بلکہ علےٰ تقدیر تجرد از وجود ماہیتہ ممکنہ (چوں در قرآنِ عزیز وارد شدہ: ہل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً) مثلِ عدمِ محض است۔ اگر فی نفسہ وجود داشتے باعثِ عرفانِ وجودِ حق نگشتے زیرا کہ نور از نور معروف نمی شود بلکہ نور از ظلمت شناختہ می شود (تعرف الاشیاء باضدادھا) چنانچہ براں دلیل واضح موجود است کہ ظہورِ صبحِ محشر کہ دراں وجودِ حق در غائتِ ظہور جلوہ نماید بعد از فنا شدن منست۔

---

[1] کلبۂ تاریکِ من منّت کشِ خورشید نیست صبحِ محشر سایہ پرورِ شبِ یلدائے من

یعنی انانیتِ من قطعاً معدوم است کہ در سایۂ ظلمت ہمیں انانیت کہ دراں شائبۂ نور یعنی وجود نیست صبحِ محشر پرورش یافتہ پس ثابت شد کہ حیاتِ دنیویہ عین حیاتِ اُخرویہ است ہذا نسبت امرے بسوئے حیاتِ دنیویہ عین نسبت بسوئے حیاتِ اخرویہ باشد۔ و سُورِ دنیا عین سورِ آخرت۔ چوں تاسف خوردن بر اعمالِ خویش مشعرِ ندامت کہ اصل ایں ندامت علم و عرفانِ معاملہ و ثمرش رفعِ ظلمتِ عصیاں کہ موجبِ انکشافِ حقائق و جلاءِ قلب و عرفانِ حق بود پس می گوید۔

Marfat.com

لیکن مفہومے کہ از شعر متصل اخذ کردیم مفہوم اوّل نیست مفہوم آخر است کہ معتبر می شود نزدیک اہل اشارت۔ و مفہوم اول کہ دراں شان اتقا را لحاظ داشتہ این است۔ کہ کلبۂ من بارتکاب معاصی بحدے تاریک شدہ کہ دراں استعداد قبولِ نورِ ہدایت باقی نماندہ حتٰی کہ قیامِ قیامت و ظہورِ صبحِ محشر ایں ظلمت و عصیانِ من علتِ تامہ است۔ مگر شاعرِ محقق از مفہوم اوّل۔ اعراض کردہ استغنائے خویش ظاہر می کند۔ زیرا کہ اعتبار مفہومِ آخر حاوی است مرجمیع مقاتم راکہ از وجوہ احتمالات الفاظ مفہوم می شوند۔ و نیز محصور ماندن در کسوتِ الفاظ کارِ ظاہر بیناں و کوتاہ نظراں است کہ مخاطب شدہ اند بخطاب بَلۡ هُمۡ فِیۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ؕ و موجب تفرقہ و تشتتِ بال کہ منافی جمعیت و توحید است۔ چوں رفع کردن تفرقہ و انتشار قلبی اقصے مقاصد و منشاء ایمان و علمِ حقیقت و وقوف بر آں تفرقہ عین جہالت بود پس اختیار کردن مفہوم ثانی و اعراض کردن از مفہوم اوّل ضروریست۔ لہٰذا بنظرِ تحقیرِ و مذمت و بغرض رابطہ شعر اوّل و آخر می گوید۔

بُرد درحرفِ آشنایاں سر مے آرم فرود ¹ کوسِ معنی زداد بر بامِ استغنائے من

---

¹ برد در حرف آشنایاں سرنے آرم فرود کوسِ معنے زداد بر بامِ استغنائے من
یعنی دریغا از مضمونِ اشعار مذکورہ بالا ایں نہ باید فہمید کہ در ظلمتِ عصیاں مہجور و محجوب عن الحق ہستم و متبع اہلِ ظاہر کہ مخاطب شدہ اند بخطاب یعلمون ظاهرًا من الحیاة الدنیا و هم عن الاخرة هم غافلون ؕ یعنی وے میدانند ظاہر از حیاتِ دنیا و ہمیں اندکہ از آخرت غافل ہستند۔ بلکہ تائب ہستم کہ در شان او التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ ؕ واقع گشتہ و متبع اہلِ تحقیق کہ درشانِ آنہا تنزیل (باقی بر صفحۂ آئندہ)

Marfat.com

یعنی بر در ظاہر بیناں کہ امور بے معنی و غیر مستقلہ را راس العین خویش قرار دادہ اند بر خود درافزودے آرم و از اطاعت ایشاں مستغنیم بلکہ بر بام استغنائے من ادب (علم و معرفت کہ باں از جمیع اقسام خطیات و زلات محترز باشیم) کوس معنی رامیزند بلکہ بر اوج اتباع اہل تحقیق کہ موجب استغنا و غیوبت از ماسوے اللہ کوس حقیقتہ و معنی را میزنم۔ پس ثابت شد کہ ہمیں مفہوم آخر با شیہ الیہ و معنی حقیقی از اشعار مذکورہ بالا مراد و مطلوب است۔

چوں اطلاع علی الحقائق و معنے و لب اشیا رسیدن بجز ذوق و وجدان و معرفت نفس کہ موجب معرفت حق است و معرفت منشار استغنا از ماسوا اللہ ممکن نبود و در شعر اول بالاجمال بود ایں معنے لہذا در بیت آئندہ بالتفصیل فی الجملہ بیان می کند و نیز دلیل بر دعوے خویش کہ عالم عین حق است من حیث الوجود ظاہر می کند۔

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔
آں مرداں کہ غافل نکند ایشاں را تجارت و نہ بیع از ذکر خدا
موجود است کہ اتباع ایشاں موجب استغنا عن ماسوا اللہ و قرب و محبت حق است چنانچہ آیۂ کریمہ تقاضا می کند۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۵ (پس اتباع مرا بکنید حق تعالی شمارا محبوب خویش گرداند) پس من با تباع شاں مقرب و محبوب حق ہستم نہ کہ مہجور۔ و در حدیث شریف آمدہ مَنْ ذَكَرَنِيْ فَاَنَا جَلِيْسٌ لَهٗ۔ چوں از لوازم محبوبیت حق انکشاف حقائق و عرفان و قرب حق بود لہذا بعضے از اسرار محبوبیت ظاہر میکند (۲ے) ادب را در مقابل حرف کہ بر معنی فی غیرہ دلالت دارد و فی نفسہ غیر مستقل و بے معنی می باشد آوردن از حسن کلام شاعر آتش زبانست کہ محتاج بیان نیست ؎
آفتاب آمد دلیل آفتاب ۱۲ منہ

Marfat.com

هستی[1] من مستیِ منصور دارد در دماغ　　　　می چکد خونِ انا الحق از لب گویائے من
یعنی نفسِ من که آگاه هست بر حقیقتِ خود مستی و ذوق و از خود رفتگی مشابه بمنصور که مراد از معرفتِ حق و اطلاع علی حقائقِ اشیاء است در دماغ دارد زیراکه اطلاع علی حقیقتِ نفس مُوجبِ اطلاع علی حقائقِ اشیاء و معرفتِ حق است لِاَنَّ **من عرف نفسه فقد عرف ربه** و چوں در قلب معرفتِ حق پیدا شد پس گنجایش شئے دیگر نماند و بریں شاهد است که خونِ انا الحق یعنی خونیکه دراں انا الحق مرقوم و منقوش است از لب گویائے من می چکد لهٰذا مستیِ خود مجبور هستم ۔ باخذ مفهومِ ثانی و آخر و معذور هستم از اتّباعِ اهلِ ظاهر و صاحبانِ مفهومِ اوّل ؛ و نیز حل بیت بایں طریق است که وجودِ من متکیف است بکیفیتِ منصور زیراکه من عینِ حق هستم من حیث الوجود ۔

---

[1] هستی من مستیِ منصور دارد در دماغ　　　　می چکد خونِ انا الحق از لب گویائے من
یعنی هستی من مستی و ذوقِ منصور در اصلِ خود می دارد چنانچه از زبانِ حال و مقالِ من خونِ انا الحق می چکد ۔ و هم ایں راز در مکتوب شریف ظاهر فرمود که آں شجره جانِ عزیزش و انی انا الله ثمرِ آں شجره ۔ پس بتحقیق همه او بود نه ایں الفقر اذا تم هو الله از یں جا بدانی ۔

اگر حق تعالیٰ عینِ جمیع موجودات نبودے رجوع کل اشیاء بسوئے حق تعالیٰ بچه طریق درست آمدے زیراکه رجوع متصوّر نیست الا بباز گشتن چیزے بسوئے اصلِ خویش که ازاں خروج کرده بُود ۔ و بیش از رجوع دلیلی واضح بر عینیتِ حق مرجعِ موجودات را چه باشد ۔ بحالیکه ایں آیۃ بیّنه رجوع در هر چیزے موجود است ۔ چنانچه میگوید ۔

Marfat.com

در چکیدنِ خونِ انا الحق نظر سیت زیراکہ چکیدن خونِ انا الحق برائے نفی انا الحق موزون است وشاعر ایں جا مضمون ثبوت آوردہ چنانچہ استناد بقصۂ منصور گرفتہ پس صحتِ دلالت ایں الفاظ بر معنئے مقصود مطابقۃ متحقق نیست الا بنظر توجیہہ ضعیف ۔ کما لایخفی علیٰ من لہ ذوق البلاغۃ ۔

چوں کلام بہ انا الحق رسید کہ مترادف است با نا موجودٌ ۔ و در تقریرِ سابق ثابت شدہ کہ من ہم معدُوم ہستم پس عدم و وجود در شئے واحد کہ جمع بین النقیضین است بچہ طریق متصور گردد پس ایں مضمون را بیت مذکورہ ذیل واضح می کند لہ

نفیِ اثباتِ مرا اثباتِ نفیِ من دلیل معنئے لا جوش زد از جوہر الاّئے من

یعنی وجود من کہ ممکن است بالذات قابل عدم است زیراکہ مرا از نفی باثبات آوردہ شد و چیزے کہ از نفی باثبات آمدہ باشد دراں نفی مرکوز باشد پس در اثبات من نفی ہویدا است ۔ بلکہ اطلاق اثبات می شود مگر براں معنئے وجودی کہ دراں استعدادِ قبولِ نفی باشد لہذا وجودِ من دال شد بر عدمِ من ۔

# تقریرِ ثانی

اثبات من نفی را تقاضا می کند و دلیل بریں تقاضا اثبات نفی منست

---

لہ نفیِ اثباتِ مرا اثباتِ نفیِ من دلیل معنئے لا جوش زد در جوہر الاّئے من

یعنی دلیل رجوع من بسوئے اصل خود اثبات من است ہم چناں کہ معنئے لا در الا جوش میزند ۔ یا ہم چنانکہ ذاکر بہ کلمہ لا الٰہ نفیِ اثباتِ خویش و بہ الا اللہ اثبات وجود حق می کند ۔ پس بنظر شہود خود را عین حق مے بیند پس ہمیں اثبات من کہ بہ الا اللہ واقعہ گشتہ دلیل روشن است بر رجوع من بسوئے اصل خویش ۱۲ منہ

Marfat.com

زیرا کہ نفی اثبات واثباتِ نفی نقیضین ہستند۔ وتحقق احد النقیضین ضروریست۔ چوں ازنفی اثبات کہ خود اجتماع النقیضین است انکار کردہ باشد تحقیق نقیضِ آخر کہ اثبات نفی است ضروری شد۔ پس اثبات در نفی پیدا شد کہ ایں ہم اجتماع النقیضین است۔ وچیزے کہ محال را مستلزم باشد استحالہ آں ضروریست پس اثبات نفی رفع شد لہذا نفی اثبات کہ نقیض اثباتِ نفی ست ظاہر و پیدا باشد واعتراض بدستور سابق قایم باشد بر نفی اثبات من۔

ورفع ایں اعتراض بایں صورت متصوّر است کہ ماہیہ ممکنہ بحالتِ تجرّد عن الوجود والعدم باستعداد ذاتی خود علی التساوی وجود وعدم رامے خواہد وقتے کہ متّصف شد بصفتِ وجود قابلیت او مر عدم رانیز باقیست ووقتے کہ متصف باشد بصفتِ عدم استعداد بسُوئے وجود ہم باقی باشد۔ زیرا کہ تقاضائے عدم ووجود لازم ذاتِ اوست۔ ولازمِ ذات بحالتے مرتفع نشود لیکن بوقت وجود عدم بالفعل نباشد ہم چناں بوقتِ عدم وجود بالفعل نبود بلکہ بالقوۃ۔ پس اجتماع نقیضین مرتفع شد۔ زیرا کہ تحقق احد النقیضین رافع باشد مر صورت فعلی نقیضِ آخر را نہ صورت استعدادی را چنانچہ نابینا آنرا گویند کہ درشان او بینائی باشد۔ پس نابینا کہ نقیض بینا است رفع میکند بصارت بالفعل را نہ کہ استعداد بصارت را ہمچناں وجود من رفع میکند۔ عدم بالفعل را نہ استعداد عدم را کہ بالقوۃ است پس ثابت شد کہ اثبات من مستعد است برائے انتفاء ومثال ایں در الفاظ ہم موجود است۔ چنانچہ الا کہ برائے اثباتِ نفی مے آید درآں لاصورۃً ومعنےً موجود است۔

نیز الا در کلمہ طیبہ برائے اثبات مجمع صفاتِ کمال آمدہ وکمال درہمین است کہ وجود ماسوا اللہ تعالیٰ قطعاً منتفی باشد ورنہ کمال بہ نقصان متبدّل گردد۔ عیاذاً باللہ منہ پس اثبات وجود حق بالذات مقتضی شد برائے انتفائے وجودِ آخر پس

Marfat.com

الا در کلمہ طیبہ کہ مفید اثبات است ہم جامع شد معنئے لا را۔

بلکہ معجزہ پیغمبر صلعم حجت باہرہ است برایں معنئے کہ نفی و اثبات در عین واحدہ فعلاً موجود است چنانچہ کمر مبارک آں صلعم بکمر بند بستہ شد لیکن کمر بند بیروں آمد از کمر مبارک بحالیکہ جسدِ مطہر آں صلعم بچشم سر دیدہ می شد۔

واضح باد کہ جمع بین النقیضین یکے از مظاہر حق است زیرا کہ حق تعالیٰ جامع است تہ دعنایت را د تنزیہ و تشبیہ را یعنی تنزیہ را باطناً و تشبیہ را ظاہرًا بحالیکہ عین واحدہ دارد من کل الوجوہ چنانچہ می فرماید او تعالیٰ لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر یعنی نیست مثل او کس بحالیکہ سمیع و بصیر ہم اوست اگر کاف را زائد نہ تصور کردہ باشد پس جزو اول آیہ کریمہ جامع تنزیہ و تشبیہ است۔

لہذا شجر قیاس معترض بہ نیروئے ایں حجج قاطعہ از بیخ و بُن بر کندہ شد چہ بیغ نز کلام است کہ در ہیئت ترکیبیہ کلام اثبات را اندر نفیین آوردہ تاکہ اثبات بین النفیین منتفی تصور کردہ باشد زیرا کہ اثبات بین النفیین طرف ہر دو نفی باشد و طرف نفی ہم نفیست پس ثابت شد کہ اثبات نفی را مے خواہد بلکہ اثبات در حکم نفیست۔

چوں ذاکر بہ تیغ لا ہستی خویش را نفی کردہ در اثبات وجود حق مستغرق گشت و در شوق و محبت او فنا گشتہ ناظر جمال آں جہاں آرا شد پس از وہم خودی جدا شد کہ بے خودی لازم اوست۔ چنانچہ حضرت مرشدنا شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ در چہل رسائل می فرمایند کہ عشق وقتے درست گردد کہ اعتبارِ عاشق و معشوق مرتفع شود ؎

زدریائے شہادت چوں نہنگ لا برآرد سر تیمّم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

چُوں تناقض ہم باقی بود لہذا برائے رفع ایں تناقض می فرماید۔

Marfat.com

ہاں بخود وارفتگان از جادہ برکردہ سر　　عشق عقل آموزِ من عقل جنوں فرمائے من

یعنی اے از خود رفتگان عشق عقل آموزِ من وعقل جنوں فرمائے من باوجود منافات خویش از یک جا سر برآوردہ اند۔

اوّل تفسیر عشق وعقل باید کرد تا کہ مفہومِ شعر در ذہن بآسانی راہ یابد۔

اما العشق فلہ تفسیران۔ الاول منہما عشق اوّل آنچیز یکہ معتبر می شود او وصف عاشق شدن ومعشوق شدن است بغیر اعتبار ظہور وبطون کما فی الحدیث القدسی کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ ۔ یعنی محبتِ حق تعالیٰ بعرفان خویش قبل از تعیّن عاشق ومعشوق بودہ کہ دراں اعتبار ظہور وبطون نیست پس معلوم گشت کہ وصفِ عاشقیت بایں جہت معتبر گشتہ کہ او ظاہر شدہ۔ ووصفِ معشوقیت بایں اعتبار معتبر شدہ کہ او پوشیدہ گشتہ ودر ہر دو فرقے نیست۔ ونیز ازیں مفہوم ثابت شد کہ وصفِ معشوقیت بایں جہت معتبر است کہ او ظاہر گشتہ پس او عاشق است ووصفِ عاشقیت بایں وجہ معتبر است کہ باطن است پس او معشوق است ودر ہر دو فرقے نے۔ بر ہمیں رازِ لطیف حدیثِ قدسی شاہد است کہ بکسے کہ محبت می کنم وکسے را کہ قتل می کنم خوں بہائے او بذمہ منست وخون بہائے کسے کہ بذمۂ منست من خود خون بہائے اویم ۔ ہ

خونِ من گر ریخت در کوئت چہ باک　　خوں بہائے ماست اندر کوئے او

ایں عبارت از رسالہ سی وششم منجملہ چہل رسائل حضرت خواجہ مولانا ومرشدنا حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ استنباطاً نقل کردہ شد۔

والثانی در مکاشفۃ القلوب اختصاراً عن مکاشفۃ القلوب الکبریٰ آوردہ شد۔

الحب عبارۃٌ عن میل الطبع الی الشئ الملذ فان تاکد ذالک المیل وقوی سمی عشقا فیجاوز الی یکون رقیقا لمحبوبہ وینفق مایملک لاجلہ

Marfat.com

اما العقل فهو ماخوذٌ من عِقال البعیر یمنع ذوی العقولِ من العدول عن سواء السبیل - وفی الاصطلاحِ نورٌ فی القلب یعرف الحق والباطل (عن تعریفات السید الشریف)

چوں ثابت شد کہ عشق وصف عاشق ومعشوق بغیر اعتبار ظہور وبطون قبل از تعین عاشق ومعشوق است وموجب تخلیقِ عالم کما فی الحدیث القدسی المذکورۃ ونیز اوّل المخلوق عقل است کما ثبت فی محلہ پس بنا علیہ عشق آموزندۂ عقل است ونیز بتحقیق مذکورہ بالا متحقق گشتہ کہ عقل می شناسد حق و باطل را و مانع عدول عن سواء السبیل است ونیست سواء السبیل عند العقل مگر طریق موصل الی العشق لان کل شئی یرجع الی اصلہ پس ثابت شد کہ عقل جنوں فرماست۔

واین واضح است کہ عشق حکم جنوں می دہد ونیز منکشف گشتہ کہ عقل جنوں فرماست پس ثابت شد کہ عشق وعقل متحد و دریکجا جمع ہستند علےٰ اتحاد العلۃ بالمعلول بحالیکہ طرفین باہم منافات دارند فی الظاہر چونکہ موجود گئے قاعدہ استحالہ اجتماع النقیضین ایں منافات بینہما ناشی از وہم بود لہذا عشق وعقل حقیقۃً درحکم عین واحدہ شدند زیراکہ عقل از دریائے عشق نمودار شدہ وہمچناں اثبات من از نفی یعنی وجود من از عدم ظاہر گشتہ واثبات از نفی می برآید مگر باجرائے نفی بر نفی۔ لہذا اثباتِ من مرکب شد از دو نفی پس اثباتِ من عینِ نفی شد وعین نفی عین اثبات و در ہر دو فرقے نیست۔

چوں ثابت شد کہ عشق وعقل ونفی واثبات درحکم واحد ہستند و ذاتِ حق جل شانہ وعز برہانہٗ وجود خالص است کہ درمقابل او عدم محض است۔ لہذا نیست وجودِ من عینِ حق الا علےٰ سبیل الانعکاس یعنی چوں نفی بر نفی جاری بود اثبات ظاہر شود۔ واثبات استعداد وقبولِ وجود راگویند وبرہمیں تقدیر اعیان ممکنات را بثبوت متصف کردہ اند کہ آناں بوجود عینی موجُود نیستند بلکہ مستعد ہستند برائے انعکاس

Marfat.com

وجودِ حقیقی بکمام پس وہمیکہ از شعر ہستے من مستیٔ منصور دارد و در دماغ الی آخرہٖ
پیدا می شود کہ من عینِ حق ہستم و موجود ہستم بوجودِ حقیقی رفع شد وہم واضح گشت کہ
چیزے نیستم وقدرے ندارم وہم باقدر ہستم چنانچہ بقول حضرت مُرشدنا و مولٰنا و
مخدومنا حضرت شیخ نصیر الحق والدین چراغِ دہلوی قدس سرہٗ ثابت است ؎

بیکارم و باکارم چوں مد بحساب اندر
گویائم وخاموشم چوں خط بکتاب اندر

ونیز بقولِ گرامی ؎

درکشمکش لائیم درجذبۂ الّائیم
ہیچیم و ہمہ مائیم چوں عکس بآب اندر

بعدہٗ باید فہمید کہ کلام شاعر ممدوح بمقامِ آخر ہم مفسّر ایں بیت است۔

نالۂ من نالۂ نے را اسیر
رمزِ پنہاں سوختن را درس گیر

ساخت با دلہا و بود ش ہیچ نیست
سوخت دلہا را و دودش ہیچ نیست

نے کہ مے ناخوردہ رندِ سرخوش است
در نظر چوب است اما آتش است

آتشے در پردہ با دلہاش کار
داغِ پنہاں سوختن را پردہ دار

غیر نے ہم آتش وہم چوب کو
غیر نے خود سالکِ مجذوب کو

لہذا بحالتِ مستی در شعر آیندہ ہمیں مضمون را واضح ولائح می کند ؎

ذرّہ سرخوشم ولے دارم در آغوش آفتاب
گردِ خود گردم بود مجنونِ من لیلائے من

یعنی ذرّہ سرخوش ہستم لیکن در آغوش آفتاب دارم و برگردِ خود طواف
می کنم پس مجنونِ من خود بیلائے منست۔ زیراکہ عاشق ومعشوق دراصل
یکیست باعتبارِ ظہور وبطون متغائر گشتہ کمام۔ یعنی بمثال ذرّہ بے قدر ہستم
لیکن در آئینۂ قلب عکس ذاتِ باری عز اسمہٗ دارم۔ پس منہم گشتہ طوافِ خود
می کنم۔ چنانچہ مجنوں را گفتند کہ لیلیٰ مُرد۔ گفت لیلائے در قلبِ منست ولیلیٰ من خود

Marfat.com

ہستم (نقلاً عن مکاشفۃ القلوب از باب عشق)

# تحقیقہ

چون انسان باین مقام برسد۔ می داند کہ ماسوا اللہ باطل است واللہ تعالیٰ حقست پس بوقتِ تحقق اسم حق اسم خویش فراموش کند لہذا بجائے انا العبد انا الحق می گوید و واقعۂ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ بریں مقدمہ شاہد است (از بابِ عشق کتاب مکاشفۃ القلوب)

نیز آیۃ شریف۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

بر ہمیں مضمون دال است۔ صاحبِ تفسیرِ حسینی نقلاً عن امام قشیری علیہ الرحمۃ می فرماید۔ حق آنست کہ برائے خدا بود و باطل آنکہ برائے غیر او باشد۔ صاحبِ تاویلات بر آنست کہ حق وجود ثابت واجب است عزّشانہ کہ ازلی و ابدیست و باطل وجودِ بشری امکانی کہ قابلِ فنا و زوال است چوں اشعہ لمعات وجود حقانی ظاہر گردد۔ وجود موہوم ہر ممکن در جنب آں متلاشی و مضمحل گردد۔

## نظم

ہمہ ہر چہ ہستند ازاں کمتر اند | کہ با ہستیش نامِ ہستی برند
چو سلطانِ عزّت علم بر کشد | جہاں سر بجیب عدم در کشد

چوں از تحقیقِ مذکورہ واضح گشت کہ وجودِ ماسوا اللہ باطل است و اصلے ندارد و وجود وجودِ حق است و وجودیکہ بخویش منسوب میکنم او در حقیقت وجودِ حق معکوس است در آئینۂ اثباتِ من و ضروریست کہ صورتِ معکوسہ جامع

Marfat.com

باشد مرجمیع حقائق معانی را پس ظاہر و باطن کہ بحالتِ تعینّ عاشق و معشوق
در ذاتِ خود حق تعالیٰ متعینّ فرمودہ درما ہم پیدا است لِاَنَّ اللہ خَلَقَ آدَمَ عَلیٰ
صورتہٖ۔ لہذا می گوید و نیز بسوئے توضیح اتحادِ نفی واثبات ماسبق باز رجوع
می کند و دلیلے دیگرمے آرد ؎

دست در آغوشِ وحدت پیکرِ جوزائے من ظاہر و پنہانِ من آئینۂ ناز و نیاز

یعنی ظاہر و باطنِ من آئینۂ ناز و نیازِ حق است و ایں پیکرِ جوزائے من
کہ مرکب از ظاہر و باطن است دست در آغوشِ وحدت انداختہ چنانکہ حق تعالیٰ
بمع عینِ واحدہ متعینّ بعاشق و معشوق گشتہ بفحوائے الحدیث القدسی المذکورۃ
و شبیہ کہ مجنوں و لیلیٰ باوجود تعدد بحیطۂ اتحاد متحد شدند ہم رفع شد۔ یعنی باوجود
مغائرت با لیلیٰ خود را عین لیلیٰ تصور بایں وجہ کرد کہ ظاہر مجنوں آئینۂ نیاز و باطنش
آئینۂ نازِ معشوقِ حقیقی بود کہ لیلیٰ مظہرِ اوست۔ پس بنظرِ باطن خود را لیلیٰ گفت لہذا
متحقق است ایں معنے نہ متوہم ؎

عین ربی بحقیقت و مجازاً عربی مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی

بلکہ بر قول میرزا عبدالقادر خاں بیدل لختے تامل باید کرد ؎

ایں نیاز یکہ تو داری نشود ناز چرا بیدل آئینۂ معشوق نما در برتست

چہ مقامِ حیرت است و جنوں۔

چوں ایں امورِ متخالفہ کہ ناز و نیاز است درعینِ واحدہ ثابت شد
پس بناءً علیہ نفی و اثبات کہ مراد از ظہور و بطونست یا آئینۂ ناز و نیازِ حق است
در عینِ واحد متحقق گشت بلکہ نفی عینِ اثبات و اثبات عینِ نفی۔

بر مضمون اشعار بتحقیق مذکورہ قرآن کریم شاہد۔ چنانچہ می فرماید۔
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ

Marfat.com

ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝

اوست آں کسے کہ بیافرید شمارا از خاک یعنی از عدم پس حکم فرمودہ مدّتے را یعنے متعیّن ساخت وقتے را کہ درآں باز معدوم کردہ شوید ومدّتے نام بردہ ومعیّن شدہ بنزد اوست ۔ دیگر کس نداند باز شما شک مے آرید در توحید او یعنے شما از عدم آمدہ اید و باز بعدم خواہید رفت پس وجود یکہ بسُوئے خویش منسوب مے کنید محض وہم است ۔ وجود نیست منسوب حقیقتاً الا بسوئے حق تعالیٰ ۔ لہٰذا در وحدت وجود قطعاً ریب وشک نیست ۔ ایں معنے (وحدتِ وجود) را جزو آیۂ مذکورہ کہ در ذیل مذکور است تفسیر می کند ۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ الآیۃ ۔ یعنے اوست خداوند موجود در زمین ہا ودر آسمانہا کہ می داند باطنِ شمارا وظاہر شمارا و مے داند ہرچہ شما مے کنید ۔ صاحبِ تفسیرِ حسینی از فتوحاتِ مکیہ نقل کردہ کہ سِرَّكُمْ مراد از باطنِ انسان وَجَهْرَكُمْ مراد از ظاہرِ انسان ونیز نقلاً عن نقد النصوص مے فرماید کہ انسان مُرتبیست صاحب وجہین دریک روئش خصائصِ ربوبیت پیدا ودیگر روئش نقائصِ عبودیّت ہویدا ۔ چوں بخصائص ربوبیت نگری از ہمہ موجودات بزرگ تر است ۔ چوں نقائصِ عبودیّت شمری از ہمہ کائنات خوار و بے مقدارتر است ۔

چوں بریں معارف وحقائق بغیر فنا ۔ کاملہ وبیخودی ظفرے ممکن نیست ۔ پس باوجود اعاظم شرائط حصولِ معارف علیٰ سبیل التحکم تحقق فنا و بے خودی را ظاہر میکند ۔

حلقۂ زنجیرِ من آویزۂ گوشِ جنوں      داستانِ بیخودی افسانۂ سودائے من

یعنے حلقۂ سلسلۂ ایں علوم ومعارف کہ بیان کردیم زیورِ گوشِ جنون است

Marfat.com

کہ دلیلِ غلامی و بندگیست چونکہ برائے انکشافِ ایں حقائق و معارف بیخودی لازم است و بیخودی و جنوں یکیست علی لبعض الآثار پس ہمیں قصۂ سودائے من داستانِ طویلِ بے خودیست آں بیخودی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را بوقتِ وحی ہم لازم بود۔

## شرط

چوں بیان کردہ شد کہ انکشافِ حقائق و معارف بغیر استعداد برائے قبول اینہا کہ از ریاضت و مجاہدہ و اطراح دنیا بالکلیہ پیدا می شود ممکن نیست بلکہ ذوق کشف حقائق متبع مجاہدہ است چنانچہ از ہمیں مضمون آیۃ کریمہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا خبرمی دہد ولزومِ بیخودی ہم بیان شد و حال این است کہ مجاہدہ و سلوکِ ایں طریق دقیق ولزومِ بیخودی صورت نہ بندد الا بہ تعمیل وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ [ل] کہ استمداد و استعانت باہلِ بصیرت است و نیز شاعر مترنم است

---

[ل] ثبوت و وقوع استفاضہ و افاضہ از مقابرِ صلحا و انبیا علیہم السلام در نفس الامر واقع گشتہ و علم ایں ثبوت و وقوع از بدیہیات است بحیث لا ینکرہ احد من الخواص والعوام الا من فی قلبہ مرض الفساد والمکابرۃ فی امثالِ ہذا المقام۔ زیراکہ حسِ صحیح و خبرِ متواتر بریں ثبوت و وقوع شاہد است چنانچہ طائفہ اویسیہ از ارواح صلحا و انبیاء مقبورین استفاضہ کردہ اند ومیکنند و استفاضۂ حضرت شیخ الشیوخ شیخ ابوالحسن خرقانی از روحِ پُرفتوح سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس اسرارہما از براہینِ قاطعہ است و شیخ المحدثؒ دہلوی در جذب القلوب آوردہ۔ تاج الدین سبکی بیان فضیلت و قربت زیارت آنحضرت صلعم باصول اربعہ شرع بیان کردہ۔ اما کتاب اللہ قول حق سبحانہ ولو انّھم اذ ظلموا انفسھم (باقی برصفحۂ آئندہ)

Marfat.com

بترانۂ ہمیں مضمون درغزلِ آخر۔

گم گشتم از خویش زجائے خبرم داد | ایں گمرہی از راہنمائے خبرم داد
من بندہ انداز خود رفتن خویشم | کیں بیخودی از خانہ خدائی خبرم داد
آمد بلب غنچہ تبسم شدم از کار | انداز تبسم ز ادائے خبرم داد

(نوٹ بقیہ صفحہ گذشتہ) جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما ○

گفتہ است کہ ایں آیہ کریمہ دلالت دارد برحث و ترغیب حضور درگاہِ رسالت پناہ وسوال مغفرت دراں جناب اجابت مآب وطلب استغفار از وے و ایں رتبہ عظیمہ است کہ ابداً انقطاع پذیر نیست جہت استوائے حالت موت وحیات نسبت بسرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتہی

اما السنۃ نفقولہ علیہ السلام بروایت امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

مَنْ زار قبري بعد موتي فكانما زارني في حياتي ومن لم يزر قبري فقد جفاني

اما تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم پس شیخ درجذب القلوب می فرماید۔ آوردہ اند کہ چوں امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ فتح شام کرد و با اہل بیت المقدس مصالحہ نمود۔ کعب احبار آمد و بشرفِ اسلام مشرف شد۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ را باسلام او غایت فرح وسرور دست داد و در وقت رجوع باوے گفت یا کعب خواہی کہ با ما بمدینہ آئی و زیارت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کنی؟ گفت نعم یا امیرالمومنین انا افعل ذالك بعد از قدوم بمدینہ مطہرہ اول کاریکہ عمر رضی اللہ عنہ ابتدا کرد سلام بپیغمبر بود صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتہی۔ فرمودنِ خلیفہ رسول اللہ تیمناً برائے زیارتِ قبر شریف بہ کعب احبار و خود اول مشرف بزیارت شدن بے فائدہ نبود بلکہ ہمیں استفاضہ مقصود بود۔ و ایں منجملہ اقوال قرنِ اوّل است (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

# جزائے شرط مذکور

پس جزا بمقتضائے ہمیں مضمون و معنے میگوید۔

من بداماں معین الدین حسن دستے زدم　　　خواجۂ من سیّدِ من خضرِ من مولائے من

یعنی من بداماں حضرت خواجہ معین الدین حسن متمسک کردہ ام زیرا کہ او دریں طریق تنگ و تاریک خواجہ منست و سردار من است و رہبر منست و شفیقِ منست

---

(نوٹ بقیہ صفحہ گذشتہ) اما چیزے کہ در قرن ثانی واقع گشتہ پس شیخ در جذب القلوب مے آرند عمر بن عبد العزیز از شام بمدینہ منورہ برید فرستاد تا سلام اورا بجناب رسالت پناہ عرض نماید صلی اللہ علیہ وسلم و ایں فعل وے در صدر زمانِ تابعین بود۔ در روایتِ ایں خبر مستفیض و مشہور است۔ انتہی

اما چیزے کہ در قرنِ ثالث واقع گشتہ پس شیخ در جذب القلوب می گویند امام شافعی گفتہ است کہ قبر موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ تریاقِ اکبر است مر قبول و اجابت دعا را انتہیٰ۔

ابن حجر در قلائد تحت ترجمہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ مے نویسند۔ اعلم انہ لم یزل العلماء وذو الحاجات یزورون قبرہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجہم منہم الامام الشافعی۔

ترجمہ۔ باید دانست کہ ہمیشہ علماء و صاحبان حاجت قبر اورا زیارت میکنند و در قضاء حوائج خویش بادمتوسل می شوند کہ بعض از زائرین امام شافعی رحمۃ اللہ

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب در تفسیر خویش تحت قولہ تعالیٰ والقمر اذا اتّسق می فرمایند بعضے از خواص اولیاء را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیاں تحصیل کمالاتِ باطنی از آنہا می نمایند (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

چوں ایں تمسک واختلاط بغیہ تعشق بذات خواجہ بوجود مے آید چنانچہ موکد شان الذین انعمت علیھم با غیرالمغضوب الخ ہمیں تعشق را شاہد است زیرا کہ رغبت ومیل بسوئے شئے ملذ محبت است۔ چوں رغبت موکد وقوی شد پس باسم عشق موسوم گشت۔ چنانچہ در سابق بیان کردیم لہذا می فرماید۔

گرمجوشی ہائے عشق خواجۂ بندہ نواز جلوہ ریز آمد در آغوش دل دانائے من

یعنی گرمجوشیٔ عشق خواجۂ بندہ نواز واختلاط وارتباط عاشقانہ باآں محبوب خالق اکبر در دل دانائے یعنی قلب سلیم من جلوہ ریز آمدہ یعنی باعث انکشاف حقائق گشتہ ؎

ازچاشنئ سوختنم بے خبری بود برق نگہ ہوش ربائے خبرم داد

---

(بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ارباب حاجات ... حل مشکلات خود ازآنہا مے طلبند ومے یابند و زبانِ حال آنہا درآں وقت مترنم بایں ترانہ است۔ مصرعہ۔ من آیم بجاں گر تو آئی بتن

مولوی اسماعیل صاحب در منصب امامت جابجا اعانت اولیائے کرام بلاقید حیات ثابت میکنند وبعضے ازاں اقوال کہ در مبحث امامت خفیہ گفتہ این است۔

پس لابد ایں وساطت شخص می شود درباب وصول فیض تکوینی نہ تشریعی یعنی حکیم علی الاطلاق ایشاں را واسطہ در تصرفات کونیہ میگرداند مثل نزول امطار ونمو اشجار و سرسبزی نباتات وبقائے انواع حیوانات وآبادیئے قری وامصار وتقلب احوال وادوار وتحول اقبال وادبار سلاطین وانقلاب حالات اغنیا ومساکین وترقی وتنزل اصاغر و اکابر واجتماع وتفرق جنود وعساکر ودفع بلا ودفع وبا وامثال ذالک انتہی۔ ودر مقام آخر می گوید۔ بالجملہ تقرب الی اللہ بترک توسل ایشاں خیالیست واختلال و وہمے است سراسر وبال ومحال ۱۲ منہ

Marfat.com

از رفتنِ آں شوخ ازیں راہ گرامی　　　گل بازیٔ نقشِ کفِ پائے خبرم داد

## ولہٗ

من ندانم در سرم سودائے کیست　　　من ندانم خانہ دل جائے کیست
واہ چہ سودا ئیست سودائے کسے　　　واہ چہ غوغائے ست غوغائے کسے
داشت سودائے کسے جانِ بلال　　　جیب مُوسے شد گریبانِ بلال
بود سودائے محمّد در سرش　　　چشمِ موسیٰ بود آں چشمِ ترش

دل تاوقتیکہ از مجاہدہ و اطراح دنیا بالکلیہ مستعد استفاضہ نہ بود واز تقلباتِ صورِ محجوب نشود بلکہ نکتہ نگاہ او ہماں ذاتِ واحد کہ در تعیّنات بوقلموں وصورت ہائے گوناگوں ظاہر گشتہ نگردد افاضہ وجلوہ ریزی حق باختلاط خواجہ کہ وجہ من وجوہ الحق است درست نمے آید پس برائے موزونیت افاضہ و استفاضہ دل را بصفتِ دانائی منصف ساخت۔

دریں ہر دو شعرِ مذکورہ ارکانِ اربعہ استفاضہ را ظاہر نمود بحالیکہ استفاضہ بغیر ایں ارکان اربعہ مقوم نمی شود یعنی مستفیض و مستفاض منہ مستفاض یعنی فیض مستفاض بہ مستفیض ہماں تمسک کنندہ دامن آنحضرتؐ و مستعد برائے قبول فیض مستفاض منہ ذاتِ بابرکات و رُوحِ پرفتوح حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مستفاض فیض وجلوہ ریزی وکیفیّاتِ لطیفہ باطنیہ مثلِ نور وسرور وظہور تجلیاتِ قلبیہ مستفاض بہ ربط وتعشق وگرم جوشی بذاتِ خواجہ بندہ نواز۔

## شرط

چوں شاعرِ محقق بفحوائے آیۂ مذکورہ ذیل۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

Marfat.com

هٰذَا نَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

یعنی وے گفتند کہ جمیع محامد برائے حقسست کہ او مارا ہدایت کرد برائے ایں و ما ہدایت نمے یافتیم اگر حق تعالیٰ مارا ہدایت نکردے بیشک رسل خدا وند ما امر حق را آوردند و ندا کردہ شدند کہ ایں جنت است کہ شمارا بجزائے اعمالِ شما ورثۃً دادہ شد۔

اول حقائق و معارف را بیان کردہ و بعدہ طریق سلوک را باتباع عبد کامل کہ موجب کشف معارف و حقائق است ظاہر نمود و باز در جزائے ایں کہ جنت و ورثۃً حاصل آید مذکور نشدہ بود و نیز ظہور تجلیات و کشف و شہود حقائق موجب توجہ الی المعنی و اعراض عن الظاہر والنقوش والصور بود پس جزاء می گوید۔

## جزائے شرطِ مذکور

من بہشت معینم با حُور و غلمانم چہ کار ۔ نظم و نثرِ من بود غلمانِ من حورائے[1] من

---

[1] حُور در اصل جمع حورائے ست لاکن فارسیاں در معنئے مفرد استعمال مے کنند جمع آں حوران مے آرند بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ ؎

حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف ۔ از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

ولاکن شاعر دریں شعر حورائے من بمعنئے جمع آوردہ و حورائے در کلامِ فصحا بمعنی جمع نیامدہ پس عطف حورائے من بر غلمانِ کہ در شعر آوردہ خلافِ فصاحت است و خالی از رکاکت نے ہاں اگر بضرورتِ شعری آوردہ محلِ جواز دارد سوائے ایں دیگر توجیہے نیست کما لایخفی علی من لہٗ ملکۃٌ فی الکلام ۱۲ از مولٰنا مولوی محمد مرید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

یعنی من بہشتِ معنی ہستم نہ بہشتِ صوری پس مرا با حُور و غلماں چہ تعلق است بلکہ غلمان و حورائے من کہ از لوازمِ جنت است نظم و نثرِ من است کہ ازاں معنی دلالت کردہ می شود۔

باید دانست کہ در حدیث آمدہ کہ جنت وادئیست حور و قصور دراں اعمالِ شما و ہمچناں جحیم وادئیست کہ دراں نار و مار و کژدم و عذاب ہائے گوناگوں اعمالِ شما ہستند پس جنت و جحیم خود عین عبد است ۔

نیکِ تو روضہ شود ز نعیم　　　بدِ تو حفرہ شود ز جحیم

لہذا جنت را از نفسِ خویش تعبیر کردہ۔

از حُور و غلماں بے ربط شدن واضح میکند کہ ما اہلِ معنے علیون اولوالباب ہستیم نہ اہلِ جنت صوری کہ تعریف آنہا اُبلہ است۔ اہلِ معنے علیون اولوالباب بے نیاز ہستند از دنیا و آخرت و جنت و نار و نقوش و آثار بجز دیدارِ حق ہرگز آسائش نمی گیرند و در ملکِ دل کہ آں واسع است ذاتِ حق را سلطنت میکنند لہذا میگوید ۔

بادشاہم میکنم بر مسندِ دلہا نشست　　　کسوتِ خاکسترِ من اطلس و دیبائے من

یعنے من بادشاہ ہستم کہ بر مسندِ دل ہا نشستہ ام و از اطلس و دیباے دنیا و آخرت بے نیاز ہستم و ہمیں کسوت خاکسترِ من کہ جامع است حقائقِ امکان و وجوبہ را اطلس و دیبائے منست۔

دل را بصورتِ جمع آوردن خالی از فائدہ نیست پس باید دانست کہ کُل نفوسِ خویش را در نفس کلیہ کہ سریان او در جمیع نفوس مسلم است فانی کردہ و از تعینات جدا گشتہ باو باقی مے شوند پس سریان سلطنتِ آنہا در جمیع نفوس راست آید۔

Marfat.com

چوں در شرح مطلع بیان کردیم کہ حیاتِ دنیویہ من مذموم وباتکاب معاصی دلیل سوء آخرت است پس میگوید ے

حسرت اندر حسرتم امروز و فردا یم مپرس ے ترا و دخون امروز از رگ فردائے من

اے امروز یعنے در حیاتِ دُنیا تحقق خرابیٔ دُنیا و آخرت حسرت در حسرت ہستم پس کیفیّتِ فردائے من یعنے آخرتِ من قابل استفسار نیست کہ واضح ست زیراکہ خونِ امروز یعنی حیاتِ دُنیا از رگِ فردا یعنے آخرت مے چکد یعنے آخرت علتِ غائیہ دنیا است بحکم خلق الانسان للآخرۃ ہ و علتِ غائیہ عین معلول بلکہ معنےً مقدم باشد بر وجود معلول پس برآمدن حیاتِ دُنیا از آخرت متحقق گشت کہ ہمیں مراد از برآمدن خون امروز از رگِ فردا است۔

## تحقیقہٗ علیٰ مذہب الفلاسفہ

چوں عدمِ شے مع وجود شے آخر باشد پس او شے جہتیں دار د جہت وجود و جہتِ عدم۔ چوں متصف تصوّر کردہ باشد بصفت وجود پس تقدم او باعتبار اقتران او بوجود ایں حادث یعنی شئے آخر باشد پس تقدم شے متقدم نیست باعتبار نفسِ ذات زیراکہ ذاتِ او متحقق است مع ذات متاخر بخلاف قبلیت او کہ ثابت نمی شود مگر بعدمِ متاخر چوں اب بالقیاس الی الابن چہ جوہر پدر مقارن است بجوہر پسر لیکن قبلیت پدر متحقق نیست بجوہر پسر بلکہ قبلیت پدر بلحاظِ عدمِ پسر باشد کما قال صدر شیرازی فی بحث الزماں۔ ہذا المذہب مناسبٌ لمسلک الالٰہیین

پس برہمیں قیاس عدمِ امروز کہ معیت دارد با وجودِ فردا نیز ذو جہتین است چوں وجودِ امروز را ملحوظ داریم پس تقدم امروز نباشد بر فردا الا بتصور عدمِ فردا زیراکہ بتصور وجود فردا او معیت دار د با فردا یعنی تقدم امروز بر فردا بلحاظ عدمِ فردا

Marfat.com

باشد۔ چو فردا را موجود تصوّر بکنیم پس امروز متحقق باشد در وجودِ فردا۔ لہذا بہ ثبوت رسید
کہ چون امروز از رگِ فردا میچکد۔ ہم چناں حیاتِ دنیا کہ متحقق است در حیاتِ
اخرویہ را قیاس باید کرد لیکن این قیاس در امروز و فردا جاری نتواند شد الا بالمجاز۔
زیراکہ در کتبِ فلسفہ این قیاس را باین جہت آوردہ شد کہ برائے قبلیت و بعدیت
زمانیات معروض بالذات نیستند بلکہ معروض بالذات برائے قبلیت و بعدیت
نفسِ زمانہ است کہ از ہمیں جہت جزوِ سابق لاحق نتواند شد و لاحق سابق نبود۔
پس امروز در وجودِ فردا متحقق نتواند شد۔ لہذا اجرائے این قیاس در امروز و
فردا علی سبیل ارادۃ المظروف بالظرف باشد تاکہ در اثبات مقصود غلو ظاہر شود
لہذا شاعر عدیم المثل در شعرِ آیندہ واضح میکند کہ مراد از امروز و فردا زمانیات
ہستند کہ در آنہا تحقق وجودِ یکے در دیگرے ثابت است چنانچہ میگوید۔

طبعِ عرفی و گرامی خوردہ از یک دایہ شیر　　　گفتہ عرفیست اینک حجتِ دعوائے من

یعنی طبعِ عرفی و گرامی باوجود تقدم و تاخرِ زمانی حقیقت و کیفیتِ واحدہ
دارد نہ عرفی و گرامی من حیث ہو ہو واحد ہستند کہ براں قولِ عرفی حجت است
چنانچہ عرفی میگوید ؎

دُودمانِ عشق را از من گرامی تر نزاد　　　جوہرِ من کرد روشن گوہرِ آبائے من

یعنی خاندانِ عشق از من گرامی تر را نزادہ لاکن گرامی را زادہ است[1]۔

---

[1] یا معنی این ست۔ برائے خاندانِ عشق از من گرامی تر زادہ نیست یعنی ولد محترم من ہستم
چراکہ را بر سہ قسم مستعمل می شود علامتِ مفعول چنانکہ زید عمر را کشت یا علامتِ اضافت
چنانچہ زید را اسپ بمعنے اسپِ زید۔ یا بمعنے برائے چنانچہ دریں شعر است یعنی برائے خاندانِ
عشق فرزندِ گرامی تر از من نیست بہر حال نفی گرامی تر شد و نفی گرامی (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

پس گرامئے متاخر متحد است بعرفی متقدم مثلیکہ جوہر من گوہر آبائے مرا روشن میکند من حیث الاتحاد در طبع لیکن او عرفیست کہ منسوب بسوئے عرف است کہ آں صرف برائے شناختگی موضوع شد بفحوائے آیہ مبارکہ وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ما مخاطب ہستیم بخطاب گرامی کہ آں محض برائے اظہار عزت و بزرگی مے آید۔ و بزرگی علی الاطلاق تقدم را مے خواہد پس ملقب شدن من بہ لقب گرامی کہ آں عزت و تقدم را میخواہد بایں وجہ است۔

یا معیں مے ریزد از ہر موئے درد آویز من  |  یا معیں میجو شد از ہر موجۂ دریائے من

کہ مظہر اتم آں صاحب لولاک صلعم است وآں گرامیست و متقدم است معنے از جمیع پیغمبران سلف علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ چنانچہ می فرمایند مولوی معنوی قدس سرہٗ۔

مصطفےٰ زیں گفت کادم وانبیاء  |  خلف من باشند در زیر لوا
بہر ایں فرمودہ است آں ذوفنون  |  رمز نحن الآخرون السابقون
گرچہ در صورت ز آدم زادہ ام  |  من بمعنے جد جد افتادہ ام

---

(حاشیہ بقیہ صفحہ گزشتہ) مطلق نیست یعنی ایں شعر عرفی بر ظہور متاخر من دلیلے روشن و واضح است کہ نفی بر قید ترا است نہ بر مقید یعنے بر گرامی نیست ۱۲۔ مولانا مولوی مُرید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

لہ یا معین میریزد از ہر موئے درد آویز من  |  یا معیں میجو شد از ہر موجۂ دریائے من

میریزد میجوشد یکے از اوصاف آب است ما معین کہ با نام مبارک خواجہ غریب نواز بہ تجنیس خطی اتحاد دارد و ایں توارد مضمون و لطف آں از طبع شاعر از خیالات نادرہ و عجیبہ است کہ وہبی تواں گفت نہ کسبی فافہم ۱۲ من احقر عباد اللہ الاحد محمد مرید احمد عفی عنہ

Marfat.com

کز برائے من بُدش سجدہ ملک — وز پئے من رفت بر ہفتم فلک
بس زمن زائید در معنے پدر — بس زمیوہ زاد در معنے شجر
اول فکر آخر آمد در عمل — خاصہ فکرے کاں بود وصفِ ازل

وگرامی شدن من بے بنیاد بود تا وقتیکہ در حضورِ خواجہ علیہ الرحمۃ مدح من مقبول نمی گشت واعلیٰ حضرت حضور ممدوح نے فرمودند کہ البتہ گرامی بے مثل وشاعرِ یکتائے منست لہذا میگوید ؎

مدح سر کردم گرامیؔ خواجہ فرماید کہ ہاں — مدحِ سنج من گرامی شاعرِ یکتائے من

گوہرِ دریائے گرامیست ایں
مخزنِ اسرارِ نظامیست ایں

(نظامی گنجوی)

---

تمت

Marfat.com

# شرفِ نظر

شاعری نام ہے یکسر جذباتِ دل کی ترجمانی کا اور تصوف کا سرمایۂ عشقِ حقیقی، جو از سرتاپا جذب ہے اور جوش۔ پس تعریف اُس دل کی کیجیے جو شورشِ اُلفت کا حامل ہو اور ثنا کیجیے اُس شاعری کی جو ایسے جذبات کا آئینہ بنے۔

شاعری مختلف قسم کے اصنافِ خواہش کے اظہار کا ذریعہ ہوتی ہے۔ مگر اُن سب میں قابلِ ذکر وہی صنفِ شعر ہے جس میں انسانی سینہ و قلب کے لئے ایمان و ایقان کی حرارت مہیّا کی گئی ہو اور رُوحانی و وجدانی ترقیوں کی پرورش و پرداخت کا اہتمام کیا گیا ہو۔

دُنیائے علم و ادب میں ایسے اعجاز کا ظہور بارہا ہو چکا ہے جب کہ کسی صاحبِ درد کا سکوتِ تکلّم، بیخودی کے ہاتھوں شکست یاب ہو گیا اور دِل کی شورشوں نے الفاظ کا پیکر اختیار کر لیا ہو اور مضمون کے علو کی فلک پیمائیوں نے خاک نشینوں کے لئے بیان کی لذت اور رُوح کے لئے رمز کی مسرّت کی اِک طرح نہ ڈال دی ہو۔

جلیل المرتبت حضرت گرامی، منقبت سرائے قطب الاقطاب سُلطان الہند، خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز، کسی تعارف کے محتاج نہیں اُن کے تخیل و شعر کے میکدے میں ایسے بادۂ مردافگن کی کمی نہیں تھی تاہم شرفِ خیال اور فکر کا ہے جو منقبت خواجۂ بزرگ اجمیری میں تکلّم کے پیمانہ سے چھلکا۔ اَے زہے فکر فلک بوس!

منقبت میں تخیّل کی نزاکت، جذبہ کا علو، عشق کی شورش، نیاز کا پندار اور نازِ ارادت و وابستگی کا عجز جس جس اسلوب سے بیان ہوا ہے اُس نے

Marfat.com

ہر شعر کو اِک طلسمِ معنی و بصیرت کے علاوہ دس باطن عطا کر دیتے ہیں۔ جن میں سے ہر باطن تصوّف کے نازک ترین مسائل سے باہم دِگر ہے۔

منقبت کا عرفان شعری موقوف تھا اِک شرحِ بلیغ پر جس کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت میاں علی محمدؒ شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ فلک بارگاہ حضرت قبلۂ عالم میاں محمدؒ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوشیار پوری نے علی وجہ الاتم پورا کر دیا۔

فلسفیوں کے نزدیک اشیاء عالم کا ادراک ظاہری حواس سے ہوتا ہے وُہ کہتے ہیں حواس کے مدرکات دماغ میں پہنچتے ہیں۔ پھر اُن پر دماغ مختلف صورتوں سے رد و قدح کرتا ہے۔ جزئیات سے کلیات بناتا ہے تحلیل و ترکیب سے کام لیتا ہے، مقدمات بناتا ہے اُن سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ الغرض اُن کا تمام علم و ادراک جو کچھ ہے وُہ صرف حواس کے مجموعی عمل کا نام ہے۔

لیکن اس کے برخلاف اربابِ تصوّف کے ہاں ان سب کے علاوہ ایک اَور "حاسہ باطنی" ہے جو "مشق اَور ریاضت" سے پیدا ہوتا ہے اَور اس کو حواس کی وساطت کی ضرورت نہیں، بلکہ کہیں کہیں حواس کا تعطل اس کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ اِس "حاسہ باطنی" سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے اُس کے تصوّف کی دنیا میں مختلف نام ہیں۔ کشف، مشاہدہ، اسی عرفان کے بعض عُرف ہیں۔

فلسفی جو کچھ کہتے ہیں قیاس اَور استدلال کے بل بوتے پر اَور صوفی جو کچھ کہتے ہیں مشاہدہ کی نعمت و فضیلت سے۔ فلسفی کہتے ہیں، جانتے نہیں، صوفی جانتے ہیں، کہتے نہیں۔ پس فرقِ مراتب ظاہر ہے۔ شیخ بو علی سینا ایک مرتبہ سلطان ابوسعید ابوالخیرؒ سے ملے اَور اپنی فلسفیانہ تحقیقات ظاہر کیں۔ سلطان نے گوش گذار کر لیں۔ اَور جب شیخ چلے گئے تو سلطانؒ نے فرمایا "آنچہ

Marfat.com

آدمی داند، می بینم"۔ یہ کیا چیز تھی، وہی حاسۂ باطنی"۔

حضرت میاں صاحب ممدوح نے واردات گرامی پر جس نوع کا حاشیہ لکھا ہے اور جس ملکۂ عرفانی سے مقاماتِ تصوّف پر گفتگو فرمائی ہے وہ وہی حاسۂ باطنی ہے جس کا ملکہ ان حضرات کا معمول بہ ہے۔

قبولیتِ منقبت کے دو پہلو ہیں جو قابلِ لحاظ ہیں۔ اوّلاً یہ کہ جب منقبت حضرت خواجہ بزرگ میں گزرانی گئی تو دیگر قصائد نگار شعراء ہند کے ناموں کے ساتھ گرامی اور سب کے نام لکھ لکھ کر اک ظرفِ گلی میں ڈال کر حضرت خواجہ بزرگؒ کے مزار مبارک کے اندر رکھ دیئے گئے اور صبح کو ایک نہایت صغیرسن بچے سے پرچیاں نکلوائی گئیں تو تین مرتبہ گرامی، گرامی برآمد ہوا، اے زہے شرفِ قبول!

ثانیاً شرفِ منقبت کے لئے یہ فخر بھی بس ہے کہ حضرت میاں صاحب ممدوح نے اپنے متصوّفانہ مقالات سے اس کو چار چاند لگا دیئے۔ اور اگر شرح نویس کی خدمت کو بھی کسی کا ایمار قبول کر لیا جائے تو یقیناً منقبت غیرفانی ہو گئی۔ بہرحال رہروانِ منازلِ سلوک حضرت میاں صاحب کے حاشیہ میں بہت سے نکتے اور سِرّ اس راستے کے لئے معین راہ پائیں گے اور ہم تو نہایت مسرور ہیں کہ اس حیلے سے حضرت ممدوح کے افاداتِ علم و عرفان سے فیض یاب ہو سکے۔

قربان جائیے اس اتفاق کے، مجھے باوصف اپنے اعترافِ عجز کے اس سعادت کے حصول پر ناز بھی ہے کہ منقبت نگار گرامی اور مرتّب تحشیہ حضرت میاں صاحب قبلہ کے ساتھ یہ چند سطور لکھ کر عزّتِ قرب اور اختصاصِ دوام حاصل کر رہا ہوں۔

خدا کرے یہ شرفِ معیت اور نسبت کی خصوصیّت دربارِ چشت میں میری نیازمندی کے رسوخ کی ضمانت ہو جائے۔ آمین!

گدائے کوئے چشت:- خلیقی دہلوی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

PANJSKE LIVADE
VABM
Mosque
41
40
39
38
37
36
1700
1600
1400
1900

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com